U17726 10-12-09

Title - DEEWAN GHALIB - URDU.

creator - Mirza Asad ullah Khan Ghalib

publisher - Matba Nizami (Kanpur).

Date - 1278 H

Pages - 100

Subjects - Ghalib - Dawaween

دیوان غالب

مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۸ھ

ناقص

یہ دیوان غالب کی زندگی میں چھپا تھا

۴۲

ذکر اوس پریوش کا اور پہر بیان اپنا
بنگیا رقیب آخر تہا جو رازدان اپنا

می وہ کیون بہت پیتی بزم غیر مین یا رب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتی
عرش سی ادہر ہوتا کاشکی مکان اپنا

دی وہ جسقدر ذلت ہم ہنسی مین ٹالین گی
باری آشنا نکلا اونکا پاسبان اپنا

درد دل لکہون کب تک جاؤن اونکو دکہلاؤن
انگلیان فگار اپنی خامہ خونچکان اپنا

گہستی گہستی مٹ جاتا آپنی عبث بدلا
ننگ سجدہ سی میری سنگ آستان اپنا

تا کری نہ غمازی کرلیا ہی دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنی ہمزبان اپنا

۴۳

ہم کہان کی دانا تہی کس ہنر مین یکتا تہی
بی سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

سرمۂ مفت نظر ہون مری قیمت یہ ہی
کہ رہی چشم خریدار پہ احسان میرا

۴۴

رخصت نالہ مجہی دی کہ مبادا ظالم
تیری چہری سی ہو ظاہر غم پنہان میرا

غافل بوہم ناز خود آرا ہی ورنہ یان
بی شانۂ صبا نہین طرہ [illegible]

بزم قدح سی عیش تمنا نرکہہ کہ رنگ
صید ز دام جستہ ہی اس دامگاہ کا

رحمت اگر قبول کری کیا بعید ہی
شرمندگی سی عذر نکرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سی جاتا ہون مین کہ ہی
پرگل خیال زخم سی دامن نگاہ کا

۴۵

جان در ہوای یک نگہ گرم ہی اسد
پروانہ ہی وکیل تری داد خواہ کا

جور سی باز آئی پر باز آئین کیا
[illegible] ملائین کیا

راتدن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچہہ نہ کچہہ گہبرائین کیا

لاگ ہو تو اسکو ہم سمجہین لگاؤ
جب نہو کچہہ بہی تو دہوکا کہائین کیا

ہو لیی کیون نامہ بر کی ساتھ ساتھ
یا رب اپنی خط کو ہم پہنچائین کیا

موج خون سر سی گذر ہی کیون نجای
آستانِ یار سی اوٹھ جائین کیا

عمر بھر دیکھا کیا مرنی کی راہ
مر گئی پر دیکھیی دکھلائین کیا

ص۴۶

پوچھتی ہین وہ کہ غالب کون ہی
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

لطافت بی کثافت جلوہ پیدا کر نہین سکتی
چمن زنگار ہی آئینۂ بادِ بہاری کا

ص۴۷

حریفِ جوششِ دریا نہین خودداریِ ساحل
جہان ساقی ہو تو باطل ہی دعوی ہوشیاری کا

عشرتِ قطرہ ہی دریا مین فنا ہو جانا
درد کا حد سی گزرنا ہی دوا ہو جانا

تجھسی قسمت مین مری صورتِ قفلِ ابجد
تھا لکھا بات کی بنتی ہی جدا ہو جانا

دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت مین تمام
مٹ گیا گھسنی مین اس عقدہ کا وا ہو جانا

اب جفا سی بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
اسقدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا

ضعف سی گریہ مبدل بدمِ سرد ہوا
باور آیا ہمین پانیکا ہوا ہو جانا

دلسی مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سی ناخن کا جدا ہو جانا

ہی مجھی ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا
روتی روتی غمِ فرقت مین فنا ہو جانا

گر نہین نکہتِ گل کو تری کوچہ کی ہوس
کیون ہی گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا

تاکہ تجھپر کھلی اعجاز ہوای صیقل
دیکھ برسات مین سبز آئینہ کا ہو جانا

بخشی ہی جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالب
چشم کو چاہیی ہر رنگ مین وا ہو جانا

ص۴۸

باب الباء

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب
دی بط مے کو دل و دست شنا موج شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستی ارباب چمن
سایۂ تاک مین ہوتی ہی ہوا موج شراب

جو ہوا غرقۂ مے بخت رسا رکھتا ہی
سر سی گذری پہ بھی ہی بال ہما موج شراب

ہی یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہی اگر
موج ہستی کو کری فیض ہوا موج شراب

چار موج اوٹھتی ہی طوفان طرب سی ہر سو
موج گل موج شفق موج صبا موج شراب

جس قدر روح نباتی ہی جگر تشنۂ ناز
دی ہی تسکین بدم آب بقا موج شراب

بسکہ دوڑی ہی رگ تاک مین خون ہو ہو کر
شہپر رنگ سی ہی بال کشا موج شراب

موجۂ گل سی چراغان ہی گزرگاہ خیال
ہی تصور مین زبس جلوہ نما موج شراب

نشہ کی پردی مین ہی محو تماشای دماغ
بسکہ رکھتی ہی سر نشو و نما موج شراب

ایک عالم پہ ہین طوفانی کیفیت فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سی تا موج شراب

شرح ہنگامہ ہستی ہی زہی موسم گل
رہبر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب

ہوش اوڑتی ہین مری جلوۂ گل دیکھ اسد
پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

باب التاء

۴۹

افسوس کہ دندان کا کیا رزق فلک نی
جن لوگون کی تھی درخور عقد گہر انگشت

کافی ہی نشانی تری چھلّی کا نہ دینا
خالی مجھی دکھلا کی بوقت سفر انگشت

۵۰

لکھتا ہون اسد سوزش دل سی سخن گرم
تا رکھ نہ سکی کوئی مری حرف پہ انگشت

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہی حضرت سلامت

جگر کو مری عشق خوننابہ مشرب
لکھی ہی خداوند نعمت سلامت

علی الرغم دشمن شہید وفا ہون
مبارک مبارک سلامت سلامت

نہین گرمی و برگ ادراک معنی
تماشای نیرنگ صورت سلامت

منہ نگئین کہولتی ہی کہولتی آنکہین غالب
یار لائی مری بالین پہ اوسی پر کس وقت

آمد خط سی ہوا ہی سرد جو بازار دوست
دود شمع کشتہ تہا شاید خط رخسار دوست

ای دل نا عاقبت اندیش ضبط شوق کر
کون لا سکتا ہی تاب جلوہ دیدار دوست

خانہ ویران سازی حیرت تماشا کیجیی
صورت نقش قدم ہون رفتہ رفتار دوست

عشق مین بیداد رشک غیر نی مارا مجھی
کشتہ دشمن ہون آخر گرچہ تہا بیمار دوست

چشم یار روشن کہ اوس بیدرد کا دلشاد ہی
دیدہ پر خون ہمارا ساغر سرشار دوست

غیر یون کرتا ہی میری پرسش اوسکی ہجر مین
بی تکلف دوست ہو جیسی کوئی غمخوار دوست

[illegible]ن کہ ہی اسکی رسائی وان تلک
مجکو دیتا ہی پیام وعدہ دیدار دوست

[illegible] ہون اپنا شکوہ ضعف دماغ
سر کری ہی وہ حدیث زلف عنبر بار دوست

جیکی چیپکی مجکو روتی دیکہہ پاتا ہی اگر
ہنسکی کرتا ہی بیان شوخی گفتار دوست

مہربانیہای دشمن کی شکایت کیجیی
یا بیان کیجی سپاس لذت آزار دوست

یہ غزل اپنی مجہی جی سی پسند آتی ہی آپ
ہی ردیف شعر مین غالب زبس تکرار دوست

باب الجیم

گلشن مین بندوبست برنگ دگر ہی آج
قمری کا طوق حلقہ بیرون در ہی آج

آتا ہی ایک پارہ دل ہر فغان کی ساتہہ
تار نفس کمند شکار اثر ہی آج

ای عافیت کنارہ کر ای انتظام چل
سیلاب گریہ درپئے دیوار و در ہی آج

تو ہم مریض عشق کی بیمار دار ہین
اچھا اگر نہو تو مسیحا کا کیا علاج

۵۳ باب جیم فارسی

نفس نہ انجمن آرزو سی باہر کھینچ
اگر شراب نہین انتظار ساغر کھینچ

کمال گرمی سعی تلاش دید نپوچھہ
برنگ خار مری آئینہ سی جوہر کھینچ

تجھی بہانۂ راحت ہی انتظار اے دل
کیا ہی کسنی اشارا کہ ناز بستر کھینچ

تری طرف ہی بحسرت نظارۂ نرگس
بکوری دل و چشم رقیب ساغر کھینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز
نیام پردۂ زخم جگر سی خنجر کھینچ

مری قدح مین ہی صہبای آتش پنہان
بروی سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

۵۴ باب الدال

حسن غمزی کی کشاکش سی چھٹا میری بعد
بارے آرام سی ہین اہل جفا میری بعد

منصب شیفتگی کی کوئی قابل نرہا
ہوئی معزولی انداز و ادا میری بعد

شمع بجھتی ہی تو اوسمین سی دہوان اوٹھتا ہی
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میری بعد

خون ہی دل خاک مین احوال بتان پر یعنی
ان کی ناخن ہوی محتاج حنا میری بعد

در خور عرض نہین جوہر بیداد کو جا
نگہ ناز ہی سرمہ سی خفا میری بعد

ہی جنون اہل جنون کی لیئے آغوش وداع
چاک ہوتا ہی گریبان سی جدا میری بعد

کون ہوتا ہی حریف می مرد افگن عشق
ہی مکرر لب ساقی مین صلا میری بعد

غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی | کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
آئی ہے بیکسیٔ عشق پہ رونا غالب | کسکے گھر جائیگا سیلابِ بلا میرے بعد

۵۵ باب الراء

بلا سے ہین جو یہ پیشِ نظر در و دیوار | نگاہِ شوق کو ہین بال و پر در و دیوار
وفورِ اشک نے کاشانہ کا کیا یہ رنگ | کہ ہوگئے مرے دیوار و در در و دیوار
نہین ہے سایہ کہ سنکر نویدِ مقدمِ یار | گئے ہین چند قدم پیشتر در و دیوار
ہوئی ہے کسقدر ارزانیٔ مے جلوہ | کہ مست ہے ترے کوچے مین ہر در و دیوار
جو ہے تجھے سرِ سودای انتظار تو آ | کہ ہین دکانِ متاعِ نظر در و دیوار
ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا مینے | کہ گر پڑے نہ مرے پانون پہ در و دیوار
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایے سے | ہوے فدا در و دیوار پر در و دیوار
نظر مین کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی | ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھکر در و دیوار
نہ پوچھ بیخودیٔ عیشِ مقدمِ سیلاب | کہ ناچتے ہین پڑے سر بسر در و دیوار
نہ کہہ کسی سے کہ غالب نہین زمانہ مین | حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار

۵۶

گھر جب بنالیا ترے در پر کہے بغیر | جانیگا اب بھی تو نہ مرا گھر کہے بغیر
کہتے ہین جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن | جانون کسی کی دلکی مین کیونکر کہے بغیر
کام اوس سے آپڑا ہے کہ جسکا جہان مین | لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر
جی مین ہی کچھ نہین ہے ہمارے وگرنہ ہم | سر جائے یا رہے نہ رہین پر کہے بغیر
چھوڑونگا مین نہ اوس بتِ کافر کا پوجنا | چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر
مقصد ہے ناز و غمزہ ولے گفتگو مین کام | چلتا نہین ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر

ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہین ہے بادہ و ساغر کہی بغیر

بہرا ہون مین تو چاہیی دونا ہو التفات
سنتا نہین ہون بات مکرر کہی بغیر

شھو

غالب نکر حضور مین تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب اونپر کہی بغیر

کیون جلگیا نہ تاب رخ یار دیکھکر
جلتا ہون اپنی طاقت دیدار دیکھکر

آتش پرست کہتی ہین اہل جہان مجھی
سرگرم نالہای شرربار دیکھکر

کیا آبروی عشق جہان عام ہو جفا
رکتا ہون تمکو بی سبب آزار دیکھکر

آتا ہی میری قتل کو پر جوش رشک سی
مرتا ہون اوسکی ہاتہ مین تلوار دیکھکر

ثابت ہوا ہی گردن مینا پہ خون خلق
لرزی ہی موج می تری رفتار دیکھکر

واحسرتا کہ یار نی کہینچا ستم سی ہاتہ
ہمکو حریص لذت آزار دیکھکر

بکجاتی ہین ہم آپ متاع سخن کی ساتہ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھکر

زنار باندہ سبحۂ صد دانہ توڑ ڈالی
رہرو چلی ہی راہ کو ہموار دیکھکر

ان آبلون سی پانون کی گہبرا گیا تہا مین
جی خوش ہوا ہی راہ کو پرخار دیکھکر

کیا بدگمان ہی مجھسی کہ آئینہ مین مری
طوطی کا عکس سمجھی ہی زنگار دیکھکر

گرنی تہی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتی ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

شھو

سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھی تری دیوار دیکھکر

لرزتا ہی مرا دل زحمت مہر درخشان پر
مین ہون وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیابان پر

نہ چہوڑی حضرت یوسف نی یہان بہی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پہرتی ہی زندان پر

فنا تعلیم درس بیخودی ہون اوس زمانی سی
کہ مجنون لام الف لکہتا تہا دیوار دبستان پر

فراغت کسقدر رہتی مجہی تشویش مرہم سی
بہم گر صلح کرتی پارہای دل نمکدان پر

نہین اقلیم الفت مین کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سی جس کی نہووی مہر عنوان پر

مجھی اب دیکھہ کر ابرِ شفق آلودہ یاد آیا
کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر

بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا
قیامت اک ہوای تند ہی خاکِ شہیدان پر

۵۹

نہ لڑ ناصح سی غالب کیا ہوا گر اوسنی شدت کی
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہی گریبان پر

ہی بسکہ ہر اک اون کی اشاری مین نشان اور
کرتی ہین محبت تو گذرتا ہی گمان اور

یارب وہ نہ سمجھی ہین نہ سمجھین گی مری بات
دی اور دل اونکو جو نہ دی مجھکو زبان اور

ابرو سی ہی کیا اوس نگہِ ناز کو پیوند
ہی تیر مقرر مگر اسکی ہی کمان اور

تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اٹھین گی
لی آئین گی بازار سی جاکر دل و جان اور

ہر چند سبکدست ہوی بت شکنی مین
ہم ہین تو ابھی راہ مین ہی سنگ گران اور

ہی خون جگر جوش مین دل کھول کی روتا
ہوتی جو کئی دیدۂ خونابہ فشان اور

[illegible] آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
جلاد کو لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور

[illegible] ہی خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغِ نہان اور

لیتا نہ اگر دل تمہین دیتا کوئی دم چین
کرتا جو نہ مرتا کوئی دن آہ و فغان اور

پاتی نہین جب راہ تو چڑھ جاتی ہین نالی
رکتی ہی مری طبع تو ہوتی ہی روان اور

۶۰

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے
کہتی ہین کہ غالب کا ہی اندازِ بیان اور

صفای حیرت آئینہ ہی سامانِ زنگ آخر
تغیر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہی رنگ آخر

۶۱

نہ کی سامانِ عیش و جاہ نی تدبیر وحشت کی
ہوا جامِ زمرد بھی مجھی داغِ پلنگ آخر

جنون کی دستگیری کس سی ہو گر ہو نہ عریانی
گریبان چاک کا حق ہو گیا ہی میری گردن پر

برنگ کاغذ آتش زدہ نیرنگ بیتابی
ہزار آئینہ دل باندہی ہی بال یک تپیدن پر

فلک سی ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
متاع بردہ کو سمجہی ہوئی ہین قرض رہزن پر

ہم اور وہ بی سبب رنج آشنا دشمن کہ رکہتا ہی
شعاع مہر سی تہمت نگہ کی چشم روزن پر

فنا کو سونپ گر مشتاق ہی اپنی حقیقت کا
فروغ طالع خاشاک ہی موقوف گلخن پر

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سی کہتا ہی
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

ملہ

ستمکش مصلحت سے ہون کہ خوبان تجہپہ عاشق ہین
تکلف بر طرف ملجای گا تجسا رقیب آخر

لازم تہا کہ دیکہو مرا رستا کوئی دن اور
تنہا گئی کیون اب رہو تنہا کوئی دن اور

مٹ جائیگا سر گر ترا پتہر نہ گہسی گا
ہون در پہ تری ناصیہ فرسا کوئی دن اور

آئی ہو کل اور آج ہی کہتی ہو کہ جاؤن
مانا کہ ہمیشہ نہین اچہا کوئی دن اور

جاتی ہوی کہتی ہو قیامت کو ملین گی
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور

ہان ای فلک پیر جوان تہا ابہی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

تم ماہ شب چاردہم تہی مری گہر کے
پہر کیون نہ رہا گہر کا وہ نقشا کوئی دن اور

تم کون سی تہی ایسی کہرے داد و ستد کی
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

مجہسی تمہین نفرت سہی نیر سی لڑائی
بچون کا بہی دیکہا نہ تماشا کوئی دن اور

گذری نہ بہر حال یہ مدت خوش و ناخوش
کرنا تہا جوانمرگ گذارا کوئی دن اور

سہ ۶۳

ناداں ہو جو کہتی ہو کہ کیون جیتی ہین غالب
قسمت مین ہی مرنی کی تمنا کوئی دن اور

فارغ مجہی نجان کہ مانند صبح و مہر
ہی داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز

ہی ناز مفلسان زر از دست رفتہ پر
ہون گلفروش شوخی داغ کہن ہنوز

میخانہ جگر مین یہان خاک بہی نہین
خمیازہ کہینچی ہی بت بیداد فن ہنوز

٦٤

حریف مطلب مشکل نہیں فسون نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمر خضر دراز

نہ ہو بہرزہ بیابان نورد وہم وجود
ہنوز تیرے تصور مین ہے نشیب و فراز

وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہان
کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرداز

ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوئے پر ہوای جلوۂ ناز

نہ پوچھ وسعت میخانۂ جنون غالب
جہان یہ کاسۂ گردون ہے ایک خاک انداز

٦٥

وسعت سعی کرم دیکھ کہ سرتاسر خاک
گذرے ہے آبلہ پا ابر گہربار ہنوز

یکقلم کاغذ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت
نقش پا مین ہے تپ گرمی رفتار ہنوز

کیونکر اوس بت سے رکھون جان عزیز
کیا نہین ہے مجھے ایمان عزیز

دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

تاب لائے ہی بنیگی غالب
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

٦٦

مجکو ار نہ گل نغمہ ہون نہ پردۂ ساز
مین ہون اپنی شکست کی آواز

شور جولانو اور آرایش خم کاکل
مین اور اندیشہ ہای دور دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہین اور راز ہای سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اوس ستمگر سے
ناز کھینچون بجای حسرت ناز

نہین دل مین مرے وہ قطرۂ خون
جس سے مژگان ہوئی نہ ہو گلباز

ای ترا غمزہ یک قلم انگیز
ای ترا ظلم سر بسر انداز

تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو
ریزش سجدۂ جبین نیاز

مجکو پوچھا تو کچھ غضب نہوا
مین غریب اور تو غریب نواز

اسد اللہ خان تمام ہوا
ای دریغا وہ رند شاہد باز

باب سین مہملہ

ردیف سین

مژدہ ہی ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے	دام خالی قفس مرغ گرفتار کی پاس
جگر تشنۂ آزار تسلی نہو ا	جوی خون ہمنی بہائی بن ہر خار کی پاس
مندگئین کہولتی ہی کہولتی آنکھین ہی ہی	خوب وقت آئی تم اس عاشق بیمار کی پاس
مین بہی رک رک کی نمرتا جو زبان کی بدلی	دشنۂ اک تیز سا ہوتا مری غمخوار کی پاس
دہن شیر مین جا بیٹھی لیکن ای دل	نکہڑی ہو جیی خوبان دل آزار کی پاس
دیکہکر تجکو چمن بسکہ نمو کرتا ہے	خود بخود پونچے ہی گل گوشۂ دستار کی پاس
مرگیا پہوڑکی سر غالب وحشی ہی ہی	بیٹہنا اوسکا وہ آکر تہری دیوار کی پاس

باب شین معجمہ

ردیف شین

نہ لیوی گرخس جوہر طراوت سبزۂ خط سی	لگادی خانۂ آیینہ مین روی نگار آتش
فروغ حسن سی ہوتی ہی حل مشکل عاشق	نہ نکلی شمع کی پاسی نکالی گر نہ خار آتش

باب عین مہملہ

ردیف عین

جادۂ رہ خور کو وقت شام ہی تار شعاع
چرخ واکرتا ہی ماہ نو سی آغوش وداع

رخ نگار سی ہی سوز جاودانی شمع	ہوئی ہی آتش گل آب زندگانی شمع
زبان اہل زبان مین ہی مرگ خاموشی	یہ بات بزم مین روشن ہوئی زبانی شمع
کری ہی صرف بایمای شعلہ قصہ تمام	بطرز اہل فنا ہی فسانہ خوانی شمع
غم اسکو حسرت پروانہ کا ہی ای شعلہ	تری لرزنی سی ظاہر ہی ناتوانی شمع

تری خیال سی روح اہتزاز کرتی ہے
بجلوہ ریزی باد و بہ پرفشانی شمع

نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھہ
شگفتگی ہی شہید گل خزانی شمع

جلی ہی دیکھہ کی بالین یار پر مجھکو
نکیون ہو دلپہ مری داغ بدگمانی شمع

باب الفا — لہ

بیم رقیب سی نہین کرتی وداع ہوش
مجبور یہان تلک ہوی ای اختیار حیف

جلتا ہی دل کہ کیون نہ ہم اکبار جل گئی
ای ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

باب کاف تازی — لیہ

زخم پر چھڑکین کہان طفلان بی پروا نمک
کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک

گرد راہ یار ہی سامان ناز زخم دل
ورنہ ہوتا ہی جہان مین کسقدر پیدا نمک

مجکو ارزانی رہی تجکو مبارک ہو جیو
نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

شور جولان تھا کنار بحر پر کسکا کہ آج
گرد ساحل ہی بزخم موجۂ دریا نمک

داد دیتا ہی مری زخم جگر کی واہ واہ
یاد کرتا ہی مجھی دیکھی ہی وہ جس جا نمک

چھوڑکر جانا تن مجروح عاشق حیف ہی
دل طلب کرتا ہی زخم اور مانگی ہین اعضا نمک

غیر کی منت نہ کھینچونگا پی توفیر درد
زخم مثل خندۂ قاتل ہی سر تا پا نمک

سیہ

یاد ہین غالب تجھی وہ دن کہ وجد ذوق مین
زخم سی گرتا تو مین پلکون سی چنتا تھا نمک

آہ کو چاہیی اک عمر اثر ہونی تک
کون جیتا ہی تری زلف کی سر ہونی تک

دام ہر موج مین ہی حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھین کیا گذری ہی قطرہ پہ گہر ہونی تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دلکا کیا رنگ کرون خون جگر ہونی تک

ہمنی مانا کہ تغافل نہ کرو گی لیکن
خاک ہو جائین گی ہم تمکو خبر ہونی تک

پرتو خور سی ہی شبنم کو فنا کی تعلیم
مین بہی ہون ایک عنایت کی نظر ہونی تک

یک نظر بیش نہین فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہی اک رقص شرر ہونی تک

غم ہستی کا اسد کس سی ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونی تک

۵۴ باب کاف فارسی

گر تجکو ہی یقین اجابت دعا نہ مانگ
یعنی بغیر یک دل بی مدعا نہ مانگ

آتا ہی داغ حسرت دل کا شمار یاد
مجہسی مری گنہ کا حساب ای خدا نہ مانگ

۵۵ باب اللام

ہی کس قدر ہلاک فریب وفای گل
بلبل کی کاروبار پہ ہین خندہ ہای گل

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف
ٹوٹی پڑی ہین حلقہ دام ہوای گل

جو تہا سو موج رنگ کی دہوکی مین مر گیا
ای وای نالہ لب خونین نوای گل

خوشحال اوس حریف سیہ مست کا کہ جو
رکہتا ہو مثل سایہ گل سر بپای گل

ایجاد کرتی ہی اسی تیری لیی بہار
میرا رقیب ہی نفس عطر سای گل

شرمندہ رکہتی ہین مجہی باد بہار سی
مینای بی شراب و دل بی ہوای گل

سطوت سی تیری جلوہ حسن غیور کی
خون ہی مری نگاہ مین رنگ ادای گل

تیری ہی جلوہ کا ہی یہ دہوکا کہ آج تک
بی اختیار دوڑی ہی گل در قفای گل

غالب مجہی ہی اوس سی ہم آغوشی آرزو
جسکا خیال ہی گل جیب قبای گل

۵۶ باب المیم

غم نہیں ہوتا ہی آزادون کو بیش از یک نفس
برق سی کرتی ہین روشن شمع ماتم خانہ ہم

محفلین برہم کری ہی گنجفہ باز خیال
ہین ورق گردانی نیرنگ یک بتخانہ ہم

باوجود یک جہان ہنگامہ پیدائی نہین
ہین چراغان شبستان دل پروانہ ہم

ضعف سی ہی نی قناعت سی یہ ترک جستجو
ہین وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

دائم الحبس اس مین ہین لاکہون تمنائین اسد
جانتی ہین سینۂ پرخون کو زندان خانہ ہم

بنالہ حاصل دلبستگی فراہم کر
متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

ولہ

مجکو دیار غیر مین مارا وطن سی دور
رکھ لی مری خدا نی مری بیکسی کی شرم

وہ حلقہای زلف کمین مین ہین اے خدا
رکھ لیجو میری دعوی وارستگی کی شرم

باب النون

ولہ

لون دام بخت خفتہ سی یک خواب خوش ولی
غالب یہ خوف ہی کہ کہان سی ادا کرون

وہ فراق اور وہ وصال کہان
وہ شب و روز و ماہ و سال کہان

فرصت کاروبار شوق کسی
ذوق نظارۂ جمال کہان

دل تو دل وہ دماغ بہی نہ رہا
شور سودای خط و خال کہان

تہی وہ ایک شخص کی تصور سی
اب وہ رعنائی خیال کہان

ایسا آسان نہین لہو رونا
دل مین طاقت جگر مین حال کہان

ہمسی چہوٹا قمارخانۂ عشق
وان جو جاوین گرہ مین مال کہان

فکر دنیا مین سر کہپاتا ہون
مین کہان اور یہ وبال کہان

فہ

مضمحل ہوگئی قوی غالب
وہ عناصر مین اعتدال کہان

کی وفا ہمسی تو غیر اسکو جفا کہتی ہین ‌ ‌ ‌ ہوتی آئی ہی کہ اچھون کو برا کہتی ہین

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سی ‌ ‌ ‌ کہنی جاتی تو ہین پر دیکہیی کیا کہتی ہین

اگلی وقتون کی ہین یہ لوگ انہین کچھہ نکہو ‌ ‌ ‌ جو می و نغمہ کو اندوہ ربا کہتی ہین

دلمین آجای ہی ہوتی ہی جو فرصت غش سی ‌ ‌ ‌ اور پہر کون سی نالہ کو رسا کہتی ہین

ہی پری سرحد ادراک سی اپنا مسجود ‌ ‌ ‌ قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتی ہین

پای افگار پہ جب سی تجہی رحم آیا ہی ‌ ‌ ‌ خار رہ کو تری ہم مہر گیا کہتی ہین

اک شرر دلمین ہی اوس سی کوئی گہبرائیگا کیا ‌ ‌ ‌ آگ مطلوب ہی ہمکو جو ہوا کہتی ہین

دیکہیی لاتی ہی اوس شوخ کی نخوت کیا رنگ ‌ ‌ ‌ اوسکی ہر بات پہ ہم نام خدا کہتی ہین

فو

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہوین شاید
مرگیا غالب آشفتہ نوا کہتی ہین

آبرو کیا خاک اوس گل کی کہ گلشن مین نہین ‌ ‌ ‌ ہی گریبان ننگ پیراہن جو دامن مین نہین

ضعف سی اگریہ کچہہ باقی مری تن مین نہین ‌ ‌ ‌ رنگ ہوکر اوڑگیا جو خون کہ دامن مین نہین

ہوگئی ہین جمع اجزای نگاہ آفتاب ‌ ‌ ‌ ذری اوسکی گہر کی دیوارون کی روزن مین نہین

کیا کہون تاریکی زندان غم اندہیری ہی ‌ ‌ ‌ پنبہ نور صبح سی کم جسکی روزن مین نہین

رونق ہستی ہی عشق خانہ ویران ساز سی ‌ ‌ ‌ انجمن بی شمع ہی گر برق خرمن مین نہین

زخم سلوانی سی مجہپر چارہ جوئی کا ہی طعن ‌ ‌ ‌ غیر سمجہا ہی کہ لذت زخم سوزن مین نہین

بسکہ ہین ہم اک بہار ناز کی مارے ہوی ‌ ‌ ‌ جلوہ گل کی سوا گرد اپنی مدفن مین نہین

قطرہ قطرہ اک ہیولی ہی نئی ناسور کا ‌ ‌ ‌ خون بہی ذوق درد سی فارغ مری تن مین نہین

لیگئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری ‌ ‌ ‌ موج می کی آج رگ مینا کی گردن مین نہین

ہو فشار ضعف مین کیا ناتوانی کی نمود | قد کی جھکنی کی بہی گنجایش مری تن مین

۵۸۱
تہی وطن مین شان کیا غالب کہ ہو غربت مین قدر
بی تکلف ہون وہ مشت خس کہ گلخن مین نہین

غنچۂ ہی سی مدح ناز کی باہر نہ آسکا | گر اک ادا ہو تو اوسی اپنی قضا کہون
حلقی ہین چشمہای کشادہ بسوی دل | ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہون
مین اور صد ہزار نوای جگر خراش | تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہون

۵۸۲
ظالم مری گمان سی مجہی منفعل نہ چاہ
ہی ہی خدا نکردہ تجہے بیوفا کہون

مہربان ہو کی بلا لو مجہی چاہو جسوقت | مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہی | بات کچہہ سر تو نہین ہی کہ اوٹہا بہی نسکون

۵۸۳
زہر ملتا ہی نہین مجہکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہی تری ملنی کی کہ کہا بہی نسکون

ہمسی کہل جاؤ بوقت می پرستی ایکدن | ورنہ ہم چہیڑین گی رکہکر عذر مستی ایکدن
غرۂ اوج بنای عالم امکان نہو | اس بلندی کی نصیبون مین ہی پستی ایکدن
قرض کی پیتی تہی می لیکن سمجہتی تہی کہ ہان | رنگ لاوی گی ہماری فاقہ مستی ایکدن
نغمہای غمکو بہی ای دل غنیمت جانئی | بی صدا ہو جاییگا یہ ساز ہستی ایکدن

۵۸۴
دہول دہپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹہی تہی غالب پیشدستی ایکدن

ہم پر جفاسی ترک وفا کا گمان نہین | اک چہیڑ ہی وگرنہ مراد امتحان نہین
کس منہہ سی شکر کیجیی اس لطف خاص کا | پرسش ہی اور پای سخن درمیان نہین
ہمکو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز | نامہربان نہین ہی اگر مہربان نہین

بوسہ نہین نہ دیجیی دشنام ہی سہی
آخر زبان تو رکھتی ہو تم گر دہان نہین

ہر چند جانگدازی قہر و عتاب ہی
ہر چند پشت گرمی تاب و توان نہین

جان مطرب ترانہ ہل من مزید ہی
لب پردہ سنج زمزمہ الامان نہین

خنجر سی چیر سینہ اگر دل نہو دو نیم
دلمین چھری چبھو مژہ گر خونچکان نہین

ہی ننگ سینہ دل اگر آتشکدہ نہو
ہی عار دل نفس اگر آذر فشان نہین

نقصان نہین جنون مین بلاسی ہو گھر خراب
سو گز زمین کی بدلی بیابان گران نہین

کہتی ہو کیا لکھا ہی تری سرنوشت مین
گویا جبین پہ سجدہ بت کا نشان نہین

پاتا ہون اوس سی داد کچھ اپنی کلام کی
روح القدس اگرچہ مرا ہمزبان نہین

۵۵
جان ہی بہای بوسہ ولی کیون کہی ابہی
غالب کو جانتا ہی کہ وہ نیمجان نہین

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہی مری پانو مین زنجیر نہین

شوق اوس دشت مین دوڑای ہی مجھکو کہ جہان
جادہ غیر از نگہ دیدہ تصویر نہین

حسرت لذت آزار رہی جاتی ہی
جادہ راہ وفا جز دم شمشیر نہین

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو
خوش ہون گر نالہ زبونی کش تاثیر نہین

سر کھجاتا ہی جہان زخم سر اچھا ہو جای
لذت سنگ باندازہ تقریر نہین

جب کرم رخصت بیباکی و گستاخی دی
کوئی تقصیر بجز خجلت تقصیر نہین

۵۶
غالب اپنا یہ عقیدہ ہی بقول ناسخ
آپ بی بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

مطلع

۵۷
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
ہین جمع سویدای دل چشم مین آہین

برشکال گریۂ عاشق ہی دیکھا چاہیی | کھل گئی مانند گل سو جا سی دیوار چمن

٨٩ الفت گل سی غلط ہی دعوی وارستگی
سرو ہی با وصف آزادی گرفتار چمن

عشق تاثیر سی نومید نہین | جانسپاری شجر بید نہین

سلطنت دست بدست آئی ہی | جام می خاتم جمشید نہین

ہی تجلی تری سامان وجود | ذرہ بی پرتو خورشید نہین

راز معشوق نہ رسوا ہو جای | ورنہ مر جانی مین کچھ بھید نہین

گردش رنگ طرب سی ڈر ہی | غم محرومی جاوید نہین

٩٠ کہتی ہین جیتی ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینی کی بھی امید نہین

جہان تیرا نقش قدم دیکھتی ہین | خیابان خیابان ارم دیکھتی ہین

دل آشفتگان خال کنج دہن کی | سویدا مین سیر عدم دیکھتی ہین

تری سرو قامت سی اک قد آدم | قیامت کی فتنی کو کم دیکھتی ہین

تماشا کہ ای محو آئینہ داری | تجھی کس تمنا سی ہم دیکھتی ہین

سراغ تف نالہ لی داغ دل سی | کہ شبرو کا نقش قدم دیکھتی ہین

٩١ بنا کر فقیرون کا ہم بھیس غالب
تماشای اہل کرم دیکھتی ہین

ملتی ہی خوی یار سی نار التہاب مین | کافر ہون گر نہ ملتی ہو راحت عذاب مین

کب سی ہون کیا بتاون جہان خراب مین | شبہای ہجر کو بھی رکھون گر حساب مین

تا پھر نہ انتظار مین نیند آی عمر بھر | آنیکا عہد کر گئی آئی جو خواب مین

قاصد کی آتی آتی خط اک اور لکھ رکھون | مین جانتا ہون جو وہ لکھین گی جواب مین

مجھ تک کب اون کی بزم مین آتا تھا دور جام / ساقی نی کچھ ملا نہ دیا ہو شراب مین

جو منکرِ وفا ہو فریب اوسپہ کیا چلی / کیون بدگمان ہون دوست سی دشمن کی باب مین

مین مضطرب ہون وصل مین خوفِ رقیب سی / ڈالا ہی تمکو وہم نی کس پیچ و تاب مین

مین اور حظِ وصل خدا ساز بات ہی / جان نذر دینی بھول گیا اضطراب مین

ہی تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کی / ہی اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب مین

لاکھون لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا / لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

وہ نالہ دلمین خس کی برابر جگہہ نپای / جس نالہ سی شگاف پڑی آفتاب مین

وہ سحر مدعا طلبی مین نہ کام آے / جس سحر سی سفینہ روان ہو سراب مین

۹۲ غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی / پیتا ہون روزِ ابر و شبِ ماہتاب مین

کل کی لیی کر آج نہ خست شراب مین / یہہ سوءِ ظن ہی ساقیِ کوثر کی باب مین

ہین آج کیون ذلیل کہ کل تک نتھی پسند / گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب مین

جان کیون نکلنی لگتی ہی تن سی دمِ سماع / گر وہ صدا سمائی ہی چنگ و رباب مین

رَو مین ہی رخشِ عمر کہان دیکھیی تھمی / نی ہاتھ باگ پر ہی نہ پا ہی رکاب مین

اوتنا ہی مجکو اپنی حقیقت سی بعد ہی / جتنا کہ وہمِ غیر سی ہون پیچ و تاب مین

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہی / حیران ہون پھر مشاہدہ ہی کس حساب مین

ہی مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر / یان کیا دھرا ہی قطرہ و موج و حباب مین

شرم اک ادای ناز ہی اپنی ہی سی سہی / ہین کتنی بی حجاب کہ ہین یون حجاب مین

آرایشِ جمال سی فارغ نہین ہنوز / پیشِ نظر ہی آینہ دائم نقاب مین

ہی غیبِ غیب جسکو سمجھتی ہین ہم شہود / ہین خواب مین ہنوز جو جاگی ہین خواب مین

غالب ندیمِ دوست سی آتی ہی بوی دوست / مشغولِ حق ہون بندگیِ بوتراب مین

۹۳

حیران ہون دلکو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین
مقدور ہو تو ساتہ رکہون نوحہ گر کو مین

چہوڑا نہ رشک نی کہ تری گہر کا نام لون
ہر اک سی پوچہتا ہون کہ جاؤن کدہر کو مین

جانا پڑا رقیب کی در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہی کیا جو کس کی باندہئے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین

لو وہ بہی کہتی ہین کہ یہ بی ننگ و نام ہی
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گہر کو مین

چلتا ہون تہوڑی دور ہر اک تیز رو کی ساتہ
پہچانتا نہین ہون ابہی راہبر کو مین

خواہش کو احمقون نی پرستش دیا قرار
کیا پوچہتا ہون اوس بت بیداد گر کو مین

پہر بیخودی مین بہول گیا راہ کوی یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو مین

اپنی پہ کر رہا ہون قیاس اہل دہر کا
سمجہا ہون دلپذیر متاع ہنر کو مین

۹۴

غالب خدا کری کہ سوار سمند ناز
دیکہون علی بہادر عالی گہر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بہی اوسی منظور نہین
غیر کی بات بگڑ جای تو کچہ دور نہین

وعدۂ سیر گلستان ہی خوشا طالع شوق
مژدۂ قتل مقدر ہی جو مذکور نہین

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہی عالم
لوگ کہتی ہین کہ ہی پر ہمین منظور نہین

قطرہ اپنا بہی حقیقت مین ہی دریا لیکن
ہمکو تقلید تنک ظرفی منصور نہین

حسرت ای ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی
عشق پر عربدہ کی گون تن رنجور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگی قیامت مین تمہین
کس رعونت سی وہ کہتی ہین کہ ہم حور نہین

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
تو تغافل مین کسی رنگ سی معذور نہین

صاف دُردی کش پیمانۂ جم ہین ہم لوگ
وای وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہین

۹۵

ہون ظہوری کی مقابل مین خفائی غالب
میری دعوی پہ یہ حجت ہی کہ مشہور نہین

نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین
ہی تقاضای جفا شکوۂ بیداد نہین

عشق و مزدوری عشرتگہ خسرو کیا خوب
ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہین

کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
دشت مین ہی مجھی وہ عیش کہ گھر یاد نہین

اہل بینش کو ہی طوفان حوادث مکتب
لطمۂ موج کم از سیلی اُستاد نہین

وای محرومی تسلیم و بدا حال وفا
جانتا ہی کہ ہمین طاقت فریاد نہین

رنگ تمکین گل و لالہ پریشان کیون ہی
گر چراغان سر رہگذر باد نہین

سبد گل کی تلی بند کری ہی گلچین
مژدہ ای مرغ کہ گلزار مین صیاد نہین

نفی سی کرتی ہی اثبات تراوش گویا
دی ہی جای دہن اوسکو دم ایجاد نہین

کم نہین جلوہ گری مین ترے کوچی سی بہشت
یہی نقشہ ہی ولی اسقدر آباد نہین

۹۶
کرتی کس موہنہ سی ہو غربت کی شکایت غالب
تمکو بیمہری یاران وطن یاد نہین

دونوجہان دی کی وہ سمجھی یہ خوش رہا
یہان آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کرین

تھک تھک کی ہر مقام پہ دو چار رہ گئی
تیرا پتا نپائین تو ناچار کیا کرین

۹۷
کیا شمع کی نہین ہین ہوا خواہ اہل بزم
ہو غم ہی جانگداز تو غمخوار کیا کرین

ہوگئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر
عشق کا اوسکو گمان ہم بیزبانون پر نہین

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سی وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانی مین

۹۸
دل نازک پہ اوسکی رحم آتا ہی مجھی غالب
نکر سرگرم اوس کافر کو الفت آزمانی مین

دل لگا کر لگ گیا اونکو بھی تنہا بیٹھنا
بارے اپنی بیکسی کی ہمنی پائی داد یہان

ہین زوال آمادہ اجزا آفرینش کی تمام
مہر گردون ہی چراغ رہگذار باد یہان

یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتی ہین
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتی ہین

وہ آئی گھر مین ہماری خدا کی قدرت ہی
کبھی ہم اونکو کبھی اپنی گھر کو دیکھتی ہین

نظر لگی نہ کہین اوس کی دست و بازو کو
یہ لوگ کیون مری زخم جگر کو دیکھتی ہین

نناه
تری جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتی ہین

نہین کہ مجکو قیامت کا اعتقاد نہین
شب فراق سی روز جزا زیاد نہین

کوئی کہی کہ شب مہ مین کیا برائی ہی
بلا سی آج اگر دن کو ابر و باد نہین

جو آؤن سامنی اونکی تو مرحبا نکہین
جو جاؤن وان سی کہین کو تو خیر باد نہین

کبھی جو یاد بھی آتا ہون مین تو کہتی ہین
کہ آج بزم مین کچھ فتنہ و فساد نہین

علاوہ عید کی ملتی ہی اور دن بھی شراب
گدای کوچۂ میخانہ نامراد نہین

جہان مین ہو غم و شادی بہم ہمین کیا کام
دیا ہی ہمکو خدا نی وہ دل کہ شاد نہین

لناه
تم اون کی وعدی کا ذکر اون سی کیون کرو غالب
یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہین کہ یاد نہین

تیری توسن کو صبا باندہتی ہین
ہم بھی مضمون کی ہوا باندہتی ہین

آہ کا کسنی اثر دیکھا ہی
ہم بھی اک اپنی ہوا باندہتی ہین

تیری فرصت کی مقابل اے عمر
برق کو پا بہ حنا باندہتی ہین

قید ہستی سی رہائی معلوم
اشک کو بی سر و پا باندہتی ہین

نشۂ رنگ سی ہی واشد گل
مست کب بند قبا باندہتی ہین

غلطیہای مضامین مت پوچھ
لوگ نالی کو رسا باندہتی ہین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندہتی ہین

سادہ پرکار ہین خوبان غالب
ہمسی پیمان وفا باندہتی ہین

سنہ ۱۰۲

زمانہ سخت کم آزار ہی بجان اسد
وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتی ہین

دائم پڑا ہوا تری در پر نہین ہون مین
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہین ہون مین

کیون گردش مدام سی گھبرا نجائی دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجکو مٹاتا ہی کس لیے
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

حد چاہیی سزا مین عقوبت کیواسطی
آخر گناہگار ہون کافر نہین ہون مین

کسواسطی عزیز نہین جانتی مجھی
لعل و زمرد و زر و گوہر نہین ہون مین

رکھتی ہو تم قدم مری آنکھون سی کیون دریغ
رتبہ مین مہر و ماہ سی کمتر نہین ہون مین

کرتی ہو مجکو منع قدمبوس کس لیی
کیا آسمان کی بھی برابر نہین ہون مین

سنہ

غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا
وہ دن گئی کہ کہتی تھی نوکر نہین ہون مین

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین
خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

یاد تھین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیان
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین

تھین بنات النعش گردون دنکو پردی مین نہان
شبکو انکی جی مین کیا آئی کہ عریان ہوگئین

قید مین یعقوب نی لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھین روزن دیوار زندان ہوگئین

سب رقیبون سی ہون ناخوش پر زنان مصر سی
ہی زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعان ہوگئین

جوی خون آنکھون سی بہنی دو کہ ہی شام فراق
مین یہ سمجھونگا کہ شمعین دو فروزان ہوگئین

ان پریزادون سی لینگی خلد مین ہم انتقام
قدرت حق سی یہی حورین اگر وان ہوگئین

نیند اوسکی ہی دماغ اوسکا ہی راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکی بازو پر پریشان ہوگئین

مین چمن مین کیا گیا گویا دبستان کھل گیا
بلبلین سنکر مری نالی غزلخوان ہوگئین

وہ نگاہین کیون ہوئی جاتی ہین یارب دل کی پار
جو مری کوتاہی قسمت سی مژگان ہوگئین

بسکہ روکا مینی اور سینہ مین ابہرین پی بہ پی
میری آہین بخیۂ چاک گریبان ہو گئین

وان گیا بہی مین تو انکی گالیون کا کیا جواب
یاد تہین جتنی دعائین صرف دربان ہو گئین

جانفزا ہی بادہ جس کی ہاتہ مین جام آگیا
سب لکیرین ہاتہ کی گویا رگ جان ہو گئین

ہم موحد ہین ہمارا کیش ہی ترک رسوم
ملتین جب مٹ گئین اجزای ایمان ہو گئین

رنج سی خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہی رنج
مشکلین مجہہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہو گئین

۱۰۴
یونہی گر روتا رہا غالب تو ای اہل جہان
دیکہنا ان بستیون کو تم کہ ویران ہو گئین

دیوانگی سی دوش پہ زنار بہی نہین
یعنی ہماری جیب مین اک تار بہی نہین

دلکو نیاز حسرت دیدار کر چکی
دیکہا تو ہم مین طاقت دیدار بہی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہی
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بہی نہین

بی عشق عمر کٹ نہین سکتی ہی اور یان
طاقت بقدر لذت آزار بہی نہین

شوریدگی کی ہاتہ سی ہی سر وبال دوش
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بہی نہین

گنجایش عداوت اغیار یکطرف
یان دلمین ضعف سی ہوس یار بہی نہین

ڈر نالہای زار سی میری خدا کو مان
آخر نوای مرغ گرفتار بہی نہین

دلمین ہی یار کی صف مژگان سی روکشی
حالانکہ طاقت خلش خار بہی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مر جای ای خدا
لڑتی ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین

۱۰۵
دیکہا اسد کو خلوت و جلوت مین بارہا
دیوانہ گر نہین ہی تو ہشیار بہی نہین

نہین ہی زخم کوئی بخیہ کی درخور مری تن مین
ہوا ہی تار اشک یاس رشتہ چشم سوزن مین

ہوئی ہی مانع ذوق تماشا خانہ ویرانی
کف سیلاب باقی ہی برنگ پنبہ روزن مین

ودیعت خانۂ بیداد کاوشہای مژگان ہون
نگین نام شاہد ہی مرا ہر قطرہ خون تن مین

بیان کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستان کی
شب مہ ہو جو رکھدین پنبہ دیوارون کے روزن مین

نکوہش مانع بے ربطی شور جنون آئی
ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن مین

ہوے اوس مہر وش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشان جوہر آئینے مین مثل ذرہ روزن مین

نجانون نیک ہون یا بد ہون پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہون تو ہون گلخن مین جو خس ہون تو ہون گلشن مین

ہزارون دل دیے جوش جنون عشق نے مجکو
سیہ ہو کر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خون تن مین

مقطع
اسد زندانی تاثیر الفتہاے خوبان ہون
خم دست نوازش ہوگیا ہے طوق گردن مین

مری جہان کی اپنی نظر مین خاک نہین
سواے خون جگر سو جگر مین خاک نہین

مگر غبار ہوے پہ ہوا اوڑا لیجاے
وگرنہ تاب و توان بال و پر مین خاک نہین

یہ کس بہشت شمائل کے آمد آمد ہے
کہ غیر جلوۂ گل رہگذر مین خاک نہین

بھلا اوسے نسہی کچہہ مجہی کو رحم آتا
اثر مرے نفس بے اثر مین خاک نہین

خیال جلوۂ گل سے خراب ہین میکش
شرابخانہ کی دیوار و در مین خاک نہین

ہوا ہون عشق کی غارتگری سے شرمندہ
سواے حسرت تعمیر گھر مین خاک نہین

مقطع
ہمارے شعر ہین اب صرف دل لگی کے اسد
کہلا کہ فائدہ عرض ہنر مین خاک نہین

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین
بیٹھے ہین رہگذر پہ ہم غیر ہمین اوٹھاے کیون

جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز
آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منہ چھپاے کیون

دشنۂ غمزہ جانستان ناوک ناز بے پناہ
تیرا ہی عکس رخ سہی سامنے تیرے آے کیون

قید حیات و بند غم اصل مین دونو ایک ہین
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

وان وه غرور عز و ناز یان یه حجاب پاس وضع
راه مین هم ملین کهان بزم مین وه بلای کیون

هان وه نهین خدا پرست جاؤ وه بیوفا سهی
جسکو هو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جای کیون

۱۰۸

غالب خسته کی بغیر کونسی کام بند هین
رویی زار زار کیا کیجیی های های کیون

غنچهٔ ناشگفته کو دور سی مت دکها که یون
بوسه کو پوچهتا هون مین منه سی مجهی بتا که یون

پرسش طرز دلبری کیجیی کیا که بن کهی
اوسکی هر اک اشاره سی نکلی هی یه ادا که یون

رات کیوقت می پیی ساته رقیب کو لیی
آی وه یان خدا کری پر نکری خدا که یون

غیر سی رات کیا بنی یه جو کها تو دیکهیی
سامنی آن بیٹهنا اور یه دیکهنا که یون

بزم مین اوسکی روبرو کیون نه خموش بیٹهیی
اوسکی تو خامشی مین بهی هی یهی مدعا که یون

مینی کها که بزم ناز چاهیی غیر سی تهی
سنکی ستم ظریف نی مجهکو اوٹها دیا که یون

مجهسی کها جو یار نی جاتی هین هوش کس طرح
دیکهکی میری بیخودی چلنی لگی هوا که یون

کب مجهی کوی یار مین رهنی کی وضع یاد تهی
آینه دار بن گئی حیرت نقش پا که یون

گر تری دل مین هو خیال وصل مین شوق کا زوال
موج محیط آب مین ماری هی دست و پا که یون

۱۰۹

جو یه کهی که ریخته کیونکه هو رشک فارسی
گفتهٔ غالب ایکبار پڑهکی اوسی سنا که یون

باب الواو

حسد سی دل اگر افسرده هی گرم تماشا هو
که چشم تنگ شاید کثرت نظاره سی وا هو

بقدر حسرت دل چاهیی ذوق معاصی بهی
بهرون یک گوشهٔ دامن گر آب هفت دریا هو

۱۱۰

اگر وه سرو قد گرم خرام ناز آجاوی
کف هر خاک گلشن شکل قمری ناله فرسا هو

کعبه مین جا رها تو نه دو طعنه کیا کهین
بهولا هون حق صحبت اهل کنشت کو

طاعت مین تا رهی نه می و انگبین کی لاگ
دوزخ مین ڈالدو کوئی لیکر بهشت کو

ہون منحرف کیون رہ و رسم ثواب سی
ٹیڑھا لگا ہی قط قلم سرنوشت کو

۱۱۱ غالب کچھہ اپنی سعی سی لہنا نہین مجھی
خرمن جلی اگر نہ ملخ کہای کشت کو

وارستہ اس سی ہین کہ محبت ہی کیون نہو
کیجی ہماری ساتہہ عداوت ہی کیون نہو

چھوڑا نہ مجھہ مین ضعف نی رنگ اختلاط کا
ہی دلپہ بار نقش محبت ہی کیون نہو

ہی مجھکو تجھسی تذکرۂ غیر کا گلا
ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو

پیدا ہوئی ہی کہتی ہین ہر درد کی دوا
یون ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیون نہو

ڈالا نہ بیکسی نی کسی سی معاملہ
اپنی سی کہینچتا ہون خجالت ہی کیون نہو

ہی آدمی بجای خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتی ہین خلوت ہی کیون نہو

ہنگامۂ زبونی ہمت ہی انفعال
حاصل نکیجی دہر سی عبرت ہی کیون نہو

وارستگی بہانۂ بیگانگے نہین
اپنی سی کر نہ غیر سی وحشت ہی کیون نہو

مٹتا ہی فوت فرصت ہستی کا غم کوئی
عمر عزیز صرف عبادت ہی کیون نہو

۱۱۲ اوس فتنہ خو کی در سی اب اوٹھتی نہین اسد
اسمین ہماری سرپہ قیامت ہی کیون نہو

قفس مین ہون گر اچھا بہی نجانین میری شیونکو
مرا ہونا برا کیا ہی نوا سنجان گلشن کو

نہین گر ہمدمی آسان نہو یہ رشک کیا کم ہی
ندی ہوتی خدایا آرزوی دوست دشمن کو

نہ نکلا آنکھہ سی تیری اک آنسو اوس جراحت پر
کیا سینی مین جسنی خونچکان مژگان سوزنکو

خدا شرمای ہاتہونکو کہ رکہتی ہین کشاکش مین
کبہی میری گریبانکو کبہی جانانکی دامن کو

ابہی ہم قتل گہ کا دیکہنا آسان سمجھتی ہین
نہین دیکہا شناور جوی خون مین تیری توسنکو

ہوا چرچا جو میری پانوکی زنجیر بننی کا
کیا بیتاب کانین جنبش جوہرنی آہن کو

خوشی کیا کہیت پر میری اگر سو بار ابر آوی
سمجہتا ہون کہ ڈہونڈہی ہی ابہی سی برق خرمن کو

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہی
مری بتخانہ مین تو کعبہ مین گاڑو برہمن کو

شہادت تہی مری قسمت مین جو دی تہی یہ خو مجکو
جہان تلوار کو دیکہا جہکا دیتا تہا گردن کو

نہ لٹتا دنکو تو کب رات کو یون بیخبر سوتا
رہا کہٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہون رہزن کو

سخن کیا کہہ نہین سکتی کہ جویا ہون جواہر کی
جگر کیا ہم نہین رکہتی کہ کہودین جا کی معدنکو

۱۱۳
مری شاہ سلیمان جاہ سی نسبت نہین غالب
فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو

دہوتا ہون جب مین پینی کو اوس سیمتن کی پانو
رکہتا ہی ضد سی کہینچ کی باہر لگن کی پانو

دی سادگی سی جان پڑون کوہکن کی پانو
ہیہات کیون نہ ٹوٹ گئی پیرزن کے پانو

بہاگی تہی ہم بہت سو اوسی کی سزا ہی یہ
ہو کر اسیر دابتی ہین راہزن کی پانو

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور
تن سی سوا فگار ہین اس خستہ تن کی پانو

اللہ ری ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتی ہین خود بخود مری اندر کفن کی پانو

ہی جوش گل بہار مین یان تک کہ ہر طرف
اوڑتی ہوی الجہتی ہین مرغ چمن کی پانو

شبکو کسی کی خواب مین آیا نہو کہین
دکہتی ہین آج اوس بت نازک بدن کی پانو

۱۱۴
غالب مری کلام مین کیونکر مزا نہو
پیتا ہون دہو کی خسرو شیرین سخن کی پانو

وہان اوسکو ہول دل ہی تو یان مین ہون شرمسار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہو

۱۱۵
اپنی کو دیکہتا نہین ذوق ستم تو دیکہہ
آئینہ تاکہ دیدہ نخچیر سی نہو

وان پہنچکر جو غش آتا پی ہم ہی ہمکو
صد رہ آہنگ زمین بوس قدم ہی ہمکو

دلکو مین اور مجہی دل محو وفا رکہتا ہی
کسقدر ذوق گرفتاری ہم ہی ہمکو

ضعف سی نقش پی مور ہی طوق گردن
تیری کوچی سی کہان طاقت رم ہی ہمکو

جانا کہ کبھی تغافل کہ کچھ امید بھی ہو / یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہی ہمکو

رشک ہم طرحی و درد اثر بانگ حزین / نالۂ مرغ سحر تیغ دو دم ہی ہمکو

سر اڑانے کی جو وعدہ کو مکرر چاہا / ہنس کی بولی کہ ترے سر کی قسم ہی ہمکو

دل کی خون کرنی کی کیا وجہ ولیکن ناچار / پاس بے رونقی دیدہ اہم ہی ہمکو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتی ہو / ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہی ہمکو

لکھنؤ آنیکا باعث نہین کھلتا یعنی / ہوس سیر و تماشا سو وہ کم ہی ہمکو

مقطع سلسلۂ شوق نہین ہی یہ شہر / عزم سیر نجف و طوف حرم ہی ہمکو

۱۱٦

لیی جاتی ہی کہین ایک توقع غالب / جادۂ رہ کشش کاف کرم ہے ہمکو

تم جانو تمکو غیر سی جو رسم و راہ ہو / مجکو بھی پوچھتی رہو تو کیا گناہ ہو

بچتی نہین مواخذۂ روز حشر سی / قاتل اگر رقیب ہی تو تم گواہ ہو

کیا وہ بھی بیگنہ کش و حق ناشناس ہین / مانا کہ تم بشر نہین خورشید و ماہ ہو

ابھرا ہوا نقاب مین ہی انکی ایک تار / مرتا ہون مین کہ یہ نہ کسیکی نگاہ ہو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہہ کی قید / مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

سنتی ہین جو بہشت کی تعریف سب درست / لیکن خدا کری وہ ترا جلوہ گاہ ہو

۱۱۷

غالب بھی گر نہو تو کچھ ایسا ضرر نہین / دنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو

گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیونکر ہو / کہی سی کچھ نہوا پھر کہو تو کیونکر ہو

ہماری ذہن مین اس فکر کا ہی نام وصال / کہ گر نہو تو کہان جائین ہو تو کیونکر ہو

ادب ہی اور یہی کشمکش تو کیا کیجی / حیا ہی اور یہی گومگو تو کیونکر ہو

تمہین کہو کہ گذارا صنم پرستونکا / بتون کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیونکر ہو

الجھتی ہو تم اگر دیکھتی ہو آئینہ
جو تم سی شہر مین ہون ایکدو تو کیونکر ہو

جسی نصیب ہو روز سیاہ میرا سا
وہ شخص دن نکہی رات کو تو کیونکر ہو

ہمین پھر اونسی امید اور اونہین ہماری قدر
ہماری بات ہی پوچھین نہ وہ تو کیونکر ہو

غلط نتھا ہمین خط پر گمان تسلی کا
نمانی دیدۂ دیدار جو تو کیونکر ہو

بتاؤ اوس مژہ کو دیکھکر کہ مجھکو قرار
یہ نیش ہو رگ جان مین فرو تو کیونکر ہو

شاہ

مجھی جنون نہین غالب ولی بقول حضور
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو

کسیکو دیکی دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو
نہو جب دل ہی سینہ مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو

وہ اپنی خو نچھوڑین گی ہم اپنی وضع کیون چھوڑین
سبک سر بنکی کیا پوچھین کہ ہمسی سرگران کیون ہو

کیا غمخوار نی رسوا لگی آگ اس محبت کو
نلاوی تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو

وفا کیسی کہانکا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر ای سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو

قفس مین مجھسی روداد چمن کہتی نہ ڈر ہمدم
گری ہی جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

یہ کہہ سکتی ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ بتلاؤ
کہ جب دل مین تمہین تم ہو تو آنکھوسی نہان کیون ہو

غلط ہی جذب دلکا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہی
نہ کھینچو گر تم اپنی کو کشاکش درمیان کیون ہو

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی
ہوئی تم دوست جسکی دشمن اوسکا آسمان کیون ہو

یہی ہی آزمانا تو ستانا کسکو کہتی ہین
عدو کی ہو لیی جب تم تو میرا امتحان کیون ہو

کہا تمنی کہ کیون ہو غیر کی ملنی مین رسوائی
بجا کہتی ہو سچ کہتی ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو

واہ

نکالا چاہتا ہی کام کیا طعنون سی تو غالب
تری بیمہر کہنی سی وہ تجھپر مہربان کیون ہو

رہیی اب ایسی جگہہ چلکر جہان کوئی نہو
ہم سخن کوئی نہو اور ہمزبان کوئی نہو

بیدر و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیی
کوئی ہمسایہ نہو اور پاسبان کوئی نہو

باب الہاء

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار
اور اگر مرجائیے تو نوحہ خوان کوئی نہو

۱۲۰

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہی آئنہ — طوطی کو شش جہت سی مقابل ہی آئنہ
ہی سبزہ زار ہر در و دیوار غمکدہ — جس کی بہار یہ ہو پہر اوسکی خزان نہ پوچھ

باب الیاء

ناچار بیکسی کی بہی حسرت اوٹھائیے
دشواری رہ و ستم ہمرہان نہ پوچھ

۱۲۱

صد جلوہ روبرو ہی جو مژگان اوٹھائیے — طاقت کہان کہ دید کا احسان اوٹھائیے
ہی سنگ پر برات معاش جنون عشق — یعنی ہنوز منت طفلان اوٹھائیے
دیوار بار منت مزدور سی ہی خم — ای خانمان خراب نہ احسان اوٹھائیے

۱۲۲

یا میری زخم رشک کو رسوا نہ کیجیے
یا پردہ تبسم پنہان اوٹھائیے

مسجد کی زیر سایہ خرابات چاہیی — بھون پاس آنکھ قبلہ حاجات چاہیی
عاشق ہوی ہین آپ بہی اک اور شخص پر — آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیی
دی داد ای فلک دل حسرت پرست کی — ہان کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیی
سیکھی ہین مہ رخون کی لیی ہم مصوری — تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیی
مے سی غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو — اک گونہ بیخودی مجھی دن رات چاہیی
ہی رنگ لالہ و گل و نسرین جدا جدا — ہر رنگ مین بہار کا اثبات چاہیی
سر پای خم پہ چاہیی ہنگام بیخودی — رو سوی قبلہ وقت مناجات چاہیی
یعنی بحسب گردش پیمانہ صفات — عارف ہمیشہ مست مے ذات چاہیی

۱۲۳

نشو و نما ہی اصل سی غالب فروع کو
خاموشی ہی سی نکلی ہی جو بات چاہیے

بساطِ عجز مین تہا ایکدل یکقطرہ خون وہ بہی
سو رہتا ہی باندازِ چکیدن سرنگون وہ بہی

رہی اوس شوخ سی آزردہ ہم چندی تکلف سی
تکلف برطرف تہا ایک اندازِ جنون وہ بہی

خیالِ مرگ کب تسکین دلِ آزردہ کو بخشی
مری دامِ تمنا مین ہی اک صیدِ زبون وہ بہی

نکرتا کاش نالہ مجہکو کیا معلوم تہا ہمدم
کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ درون وہ بہی

نہ اتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ
مری دریای بیتابی مین ہی اک موجِ خون وہ بہی

مئی عشرت کی خواہش ساقیِ گردون سی کیا کیجی
لیی بیٹہا ہی اک دو چار جامِ واژگون وہ بہی

۱۲۴
مری دلمین ہی **غالب** شوقِ وصل و شکوۂ ہجران
خدا وہ دن کری جو اوس سی مین یہ بہی کہون وہ بہی

ہی بزمِ بتان مین سخن آزردہ لبونسی
تنگ آئی ہین ہم ایسی خوشامد طلبونسی

ہی دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا
یکبار لگا دو خمِ مئی میری لبونسی

رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہین زاہد
زنہار نہونا طرف ان بی ادبونسی

۱۲۵
بیدادِ وفا دیکہہ کہ جاتی رہی آخر
ہرچند مری جانکو تہا ربط لبونسی

تا ہمکو شکایت کی بہی باقی نہ رہی جا
سن لیتی ہین گو ذکر ہمارا نہین کرتی

غالب ترا احوال سنا دینگی ہم اون کو
وہ سن کی بلا لین یہ اجارا نہین کرتی

۱۲۶
گہر مین تہا کیا کہ ترا غم اوسی غارت کرتا
وہ جو رکہتی تہی ہم اک حسرتِ تعمیر سو ہی

غمِ دنیا سی گر پائی بہی فرصت سر اوٹہانیکی
فلک کا دیکہنا تقریب تیری یاد آنی کی

کہلیگا کسطرح مضمون مری مکتوب کا یارب
قسم کہائی ہی اوس کافر نی کاغذ کی جلانیکی

لپٹنا پرنیان مین شعلۂ آتش کا آسان ہی
ولی مشکل ہی حکمت دلمین سوزِ غم چہپانیکی

اونہین منظور اپنی زخمیونکا دیکہہ آنا تہا
اوٹہی تہی سیر گل کو دیکہنا شوخی بہانیکی

ہماری سادگی تہی التفات ناز پر مرنا
ترا آنا نہ تہا ظالم مگر تمہید جانیکی

لکدکوب حوادث کا تحمل کر نہین سکتی
مری طاقت کہ ضامن تہی بتونکی ناز اوٹہانیکی

۱۲۷ ق

کہون کیا خوبی اوضاع ابنای زمان غالب
بدی کی اوسنی جس سی ہمنی کی تہی بارہا نیکی

حاصل سی ہاتہ دہو بیٹہہ ای آرزو خرامی
دل جوش گریہ مین ہی ڈوبی ہوئی اسامی

۱۲۸ ق

اوس شمع کیطرح سی جس کو کوئی بجہا دے
مین بہی جلی ہوؤن مین ہون داغ ناتمامی

کیا تنگ ہم ستمزدگان کا جہان ہی
جس مین کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے

ہی کائنات کو حرکت تیری ذوق سی
پرتو سی آفتاب کی ذرہ مین جان ہے

حال آنکہ ہی یہ سیلی خارا سی لالہ رنگ
غافل کو میری شیشہ پہ مے کا گمان ہے

کی اوسنی گرم سینۂ اہل ہوس مین جا
آوی نہ کیون پسند کہ ٹہنڈا مکان ہے

کیا خوب تمنی غیر کو بوسہ نہین دیا
بس چپ رہو ہماری بہی منہ مین زبان ہے

بیٹہا ہی جو کہ سایۂ دیوار یار مین
فرمانروای کشور ہندوستان ہے

ہستی کا اعتبار بہی غم نی مٹا دیا
کس سی کہون کہ داغ جگر کا نشان ہے

۱۲۹ ق

ہی بارے اعتماد وفاداری اسقدر
غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہے

درد سی میری ہی تجکو بیقراری ہای ہای
کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہای ہای

تیری دلمین گر نہ تہا آشوب غم کا حوصلہ
تونی پہر کیون کی تہی میری غمگساری ہای ہای

کیون مری غمخوارگی کا تجکو آیا تہا خیال
دشمنی اپنی تہی میری دوستداری ہای ہای

عمر بہر کا تونی پیمان وفا باندہا تو کیا
عمر کو بہی تو نہین ہی پایداری ہای ہای

زہر لگتی ہی مجھی آب و ہوای زندگی
یعنی تجھسی تھی اسی ناسازگاری ہای ہای

گلفشانیہای ناز جلوہ کو کیا ہو گیا
خاک پر ہوتی ہی تیری لالہ کاری ہای ہای

شرم رسوائی سی جا چھپنا نقاب خاک مین
ختم ہی الفت کی تجھپر پردہ داری ہای ہای

خاک مین ناموس پیمان محبت مل گئی
اوٹھ گئی دنیا سی راہ و رسم یاری ہای ہای

ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا
دل پہ اک لگنی نپایا زخم کاری ہای ہای

کسطرح کاٹی کوئی شبہای تار برشگال
ہی نظر خو کردۂ اختر شماری ہای ہای

گوش مہجور پیام و چشم محروم جمال
ایک دل تسپر یہ نا امیدواری ہای ہای

ص ۱۳

عشق نی پکڑا نتھا غالب ابھی وحشت کا رنگ
رہگیا تھا دل مین جو کچھ ذوق خواری ہای ہای

سر گشتگی مین عالم ہستی سی یاس ہی
تسکین کو دی نوید کہ مرنیکی آس ہی

لیتا نہین مری دل آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہی کہ میری ہی پاس ہی

کیجی بیان سرور تب غم کہانتلک
ہر مو مری بدن پہ زبان سپاس ہی

ہی وہ غرور حسن سی بیگانۂ وفا
ہرچند اوسکی پاس دل حق شناس ہی

پی جسقدر ملی شب مہتاب مین شراب
اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہی

ہر اک مکان کو ہی مکین سی شرف اسد
مجنون جو مرگیا ہی تو جنگل اداس ہی

گر خامشی سی فائدہ اخفای حال ہی
خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہی

کسکو سناؤن حسرت اظہار کا گلا
دل فرد جمع و خرچ زبانہای لال ہی

کس پردہ مین ہی آینہ پرداز ای خدا
رحمت کہ عذر خواہ لب بی سوال ہی

ہی ہی خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
ای شوق منفعل یہ تجھی کیا خیال ہی

مشکین لباس کعبہ علی کی قدم سی جان
ناف زمین ہی نہ کہ ناف غزال ہی

وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا | دریا زمین کو عرق انفعال ہے

۱۳۲

ہستی کی مت فریب مین آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

تم اپنی شکوہ کی باتین نکھود کھود کی پوچھو | حذر کرو مری دل سی کہ اسمین آگ دبی ہی

۱۳۳

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہی کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہی نہ آہ نیم شبی ہے

ایکجا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا | ظاہرا کاغذ تری خط کا غلط بردار ہی
جی جلی ذوق فنا کی ناتمامی پر نکیون | ہم نہین جلتی نفس ہر چند آتشبار ہی
آگ سی پانی مین بجھتی وقت اٹھتی ہی صدا | ہر کسی درماندگی مین نالہ سی ناچار ہی
ہی وہی بدمستی ہر ذرہ کا خود عذر خواہ | جسکی جلوی سی زمین تا آسمان سرشار ہی
مجسی مت کہہ تو ہمین کہتا تھا اپنی زندگی | زندگی سی بھی مرا جی ان دنون بیزار ہی

آنکھہ کی تصویر سرنامہ پہ کھینچی ہی کہ تا
تجہہ پہ کھلجاوی کہ اسکو حسرت دیدار ہی

پینس مین گذرتی ہین جو کوچی سی وہ میری

۱۳۴

کندہا بھی کہارونکو بدلنی نہین دیتی

مری ہستی فضای حیرت آباد تمنا ہی | جسی کہتی ہین نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہی
خزان کیا فصل گل کہتی ہین کسکو کوئی موسم ہو | وہی ہم ہین قفس ہی اور ماتم بال و پر کا ہی
وفای دلبران ہی اتفاقی ورنہ ای ہمدم | اثر فریاد دلہای حزین کا کسنی دیکھا ہی

۱۳۵

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی
کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہی | نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے

۱۳۶

دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں
ورنہ یاں بے رونقی سود چراغ کشتہ ہے

چشم خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے
سرمہ تو کہوے کہ دود شعلہ آواز ہے

پیکر عشاق ساز طالع ناساز ہے
نالہ گویا گردش سیارہ کی آواز ہے

۱۳۷

دستگاہ دیدۂ خونبار مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل فرش پا انداز ہے

عشق مجھکو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی
اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی

ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے
غیر کو تجھسے محبت ہی سہی

اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو
آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی

عمر ہر چند کہ ہے برق خرام
دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی

ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں
نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی

کچھ تو دے اے فلک نا انصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

۱۳۸

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے
صبح وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے

ڈھونڈھے ہے اس مغنی آتش نفس کو جی
جسکی صدا ہو جلوۂ برق فنا مجھے

مستانہ طے کروں ہوں رہ وادی خیال
تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے

کرتا ہے بسکہ باغ میں تو بے حجابیاں
آنے لگی ہے نکہت گل سے حیا مجھے

کہلتا کسی پہ کیون مری دل کا معاملہ
شعرون کی انتخاب نی رسوا کیا مجہی

۱۳۹
زندگی اپنی جب اس شکل سی گذری غالب
ہم بہی کیا یاد کرین گی کہ خدا رکہتے تہی

اوس بزم مین مجہی نہین بنتی حیا کیی
بیٹہا رہا اگرچہ اشاری ہوا کیی

دل ہی تو ہی سیاست دربان سی ڈر گیا
مین اور جاؤن در سی ترے بن صدا کیی

رکہتا پہرون ہون خرقہ و سجادہ رہن می
مدت ہوئی ہی دعوت آب و ہوا کیی

بی صرفہ ہی گزرتی ہی ہو گرچہ عمر خضر
حضرت بہی کل کہین گی کہ ہم کیا کیا کیی

مقدور ہو تو خاک سی پوچہون کہ ای لئیم
تو نی وہ گنجہای گرانمایہ کیا کیی

کس روز تہمتین نہ تراشا کیی عدو
کس دن ہماری سر پہ نہ آری چلا کیی

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینی لگا ہی بوسہ بغیر التجا کیی

ضد کی ہی اور بات مگر خو بری نہین
بہولی سی اوسنی سینکڑون وعدی وفا کیی

۱۴۰
غالب تمہین کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کیی اور وہ سنا کیی

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہی
اس سال کی حساب کو برق آفتاب ہی

مینای می ہی سرو نشاط بہار سی
بال تدرو جلوہ موج شراب ہی

زخمی ہوا ہی پاشنہ پای ثبات کا
نی بہاگنی کی گون نہ اقامت کی تاب ہی

جاداد بادہ نوشی رندان ہی شش جہت
غافل گمان کری ہی کہ گیتی خراب ہی

نظارہ کیا حریف ہو اوس برق حسن کا
جوش بہار جلوہ کو جس کی نقاب ہی

مین نا مراد دل کی تسلی کو کیا کرون
مانا کہ تیری رخ سی نگہ کامیاب ہی

گزرا اسد مسرت پیغام یار سی
قاصد پہ مجہکو رشک سوال و جواب ہی

۱۴۱

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنی پہ رشک آجای ہی	مین اوسی دیکھون بہلا کب مجھسی دیکھا جای ہی
ہاتہ دہو دل سی یہی گرمی گر اندیشہ مین ہی	آبگینہ تندی صہبا سی پگھلا جای ہے
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کری	گر حیا بہی اوسکو آتی ہی تو شرما جای ہے
شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچی جائیے	دل کی وہ حالت کہ دم لینی سی گھبرا جای ہے
دور چشم بد تری بزم طرب سی واہ واہ	نغمہ ہو جاتا ہی وان گر نالہ میرا جای ہے
گرچہ ہی طرز تغافل پردہ دار راز عشق	پر ہم ایسی کھوی جاتی ہین کہ وہ پا جای ہے
اوسکی بزم آرائیان سنکر دل رنجور یان	مثل نقش مدعای غیر بیٹھا جای ہے
ہوکی عاشق وہ پریرخ اور نازک بن گیا	رنگ کھلتا جای ہی جتنا کہ اوڑتا جای ہے
نقش کو اوسکی مصور پر بہی کیا کیا ناز ہین	کھینچتا ہی جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جای ہے

۱۴۲

سایہ میرا مجھسی مثل دود بہاگی ہی اسد
پاس مجھہ آتش بجان کی کس سی ٹھہرا جای ہے

گرمہ فرسایہ کیا شکل نہالی نی مجھی	تب امان ہجر مین دی برد لیالی نی مجھے
نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم	لی لیا مجھسی مری ہمت عالی نی مجھے
کثرت آرائی وحدت ہی پرستاری وہم	کر دیا کافر ان اصنام خیالی نی مجھے

۱۴۳

ہوس گل کا تصور مین بہی کھٹکا نہ رہا
عجب آرام دیا بی پروبالی نی مجھے

کارگاہ ہستی مین لالہ داغ سامان ہے	برق خرمن راحت خون گرم دہقان ہے
غنچہ تا شگفتنہا برگ عافیت معلوم	باوجود دلجمعی خواب گل پریشان ہے

ہم سی رنج بیتابی کسطرح اوٹھایا جای
داغ پشت دست عجز شعلہ خس بدندان ہے

اوگ رہا ہی در و دیوار سی سبزہ غالب	ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہی

۱۴۴

سادگی پر اوس کی مر جانیکی حسرت دلمیں ہی
بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کف قاتلمیں ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اوسنی کہا
مینی یہ جانا کہ گویا یہہ بھی میری دلمیں ہے

گرچہ ہی کس کس برائی سی ولی با این ہمہ
ذکر میرا مجھسی بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجای گی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل مین ہے

رنج رہ کیون کھینچیی واماندگی کو عشق ہی
اوٹھہ نہین سکتا ہمارا جو قدم منزل مین ہے

جلوہ زار آتش دوزخ ہمارا دل سہی
فتنۂ شور قیامت کس کی آب و گل مین ہے

۱۴۵

ہی دل شوریدۂ **غالب** طلسم پیچ و تاب
رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل مین ہے

دلسی تری نگاہ جگر تک اوتر گئی
دونونکو اک ادا مین رضامند کر گئی

شق ہو گیا ہی سینہ خوشا لذت فراغ
تکلیف پردہ داری زخم جگر گئی

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیان کہان
اوٹھیی بس اب کہ لذت خواب سحر گئی

اوڑتی پھری ہی خاک مری کوی یار مین
بارے اب ای ہوا ہوس بال و پر گئی

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

ہر بو الہوس نی حسن پرستی شعار کی
اب آبروی شیوۂ اہل نظر گئی

نظارہ نی بھی کام کیا وان نقاب کا
مستی سی ہر نگہ تری رخ پر بکھر گئی

فردا و دی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا
کل تم گئی کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

۱۴۶

مارا زمانہ نی **اسد اللہ خان** تمہین
وہ ولولی کہان وہ جوانی کدہر گئی

تسکین کو ہم نہ روئین جو ذوق نظر ملی
حوران خلد مین تری صورت مگر ملی

اپنی گلی مین مجھکو نکر دفن بعد قتل
میری پتی سی خلق کو کیون تیرا گہر ملی

ساقی گری کی شرم کرو آج ورنہ ہم
ہر شب پیا ہی کرتی ہین می جسقدر ملی

تجھسے تو کچھہ کلام نہین لیکن ای ندیم
میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

تمکو بھی ہم دکھائین کہ مجنون نے کیا کیا
فرصت کشاکش غم پنہان سے گر ملے

لازم نہین کہ خضر کی ہم پیروی کرین
جانا کہ اک بزرگ ہمین ہمسفر ملے

مقطع
ای ساکنان کوچۂ دلدار دیکھنا
تمکو کہین جو غالب آشفتہ سر ملے

کوئی دن گر زندگانی اور ہے
اپنی جی مین ہمنی ٹہانی اور ہے

آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان
سوز غمہای نہانی اور ہے

بارہا دیکھی ہین انکی رنجشین
پر کچھہ اب کی سرگرانی اور ہے

دیکے خط منہ دیکھتا ہی نامہ بر
کچھہ تو پیغام زبانی اور ہے

قاطع اعمار ہین اکثر نجوم
وہ بلای آسمانی اور ہے

مقطع
ہو چکین غالب بلائین سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کوئی امید بر نہین آتی
کوئی صورت نظر نہین آتی

موت کا ایکدن معین ہے
نیند کیون رات بہر نہین آتی

آگی آتی تہی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادہر نہین آتی

ہی کچھہ ایسی ہی بات جو چپ ہون
ورنہ کیا بات کر نہین آتی

کیون نہ چیخون کہ یاد کرتی ہین
میری آواز گر نہین آتی

داغ دل گر نظر نہین آتا
بو بہی ای چارہ گر نہین آتی

ہم وہان ہین جہان سی ہمکو بہی
کچھہ ہماری خبر نہین آتی

مرتی ہین آرزو مین مرنی کی
موت آتی ہی پر نہین آتی

۱۴۹

کعبہ کس منہ سی جاؤگی غالب
شرم تمکو مگر نہین آتی

دل ناداں تجھی ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہین مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
مین بھی منہ مین زبان رکھتا ہون — کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
جبکہ تجھہ بن نہین کوئی موجود — پھر یہہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے
یہ پریچہرہ لوگ کیسی ہین — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلف عنبرین کیون ہی — نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے
سبزہ و گل کہانسی آئے ہین — ابر کیا چیز ہی ہوا کیا ہے
ہمکو اونسی وفا کی ہی امید — جو نہین جانتی وفا کیا ہے
ہان بھلا کر ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہون — مین نہین جانتا دعا کیا ہے

۱۵۰

مینی مانا کہ کچھہ نہین غالب
مفت ہاتھہ آئے تو برا کیا ہے

کہتی تو ہو تم سب کہ بت غالیہ مو آئے — یکمرتبہ گھبرا کی کہو کوئی کہ وہ آئے
ہون کشمکش نزع مین ہان جذب محبت — کچھہ کہہ نسکون پر وہ مری پوچھنی کو آئے
ہی صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم — آنا ہی سمجھہ مین مری آتا نہین گو آئے
ظاہر ہی کہ گھبرا کی نہ بھاگین گی نکیرین — ہان منہ سی مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے
جلاد سی ڈرتی ہین نہ واعظ سی جھگڑتی — ہم سمجھی ہوئی ہین اوسی جس بھیس مین جو آئے
ہان اہل طلب کون سنی طعنۂ نایافت — دیکھا کہ وہ ملتا نہین اپنی ہی کو کھو آئے
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سی بیٹھین — اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسون نی اثر گریہ مین تقریر — اچھی رہی آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آے

۱۵۱

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہی غالب
ہم بھی گئی وان اور تری تقدیر کو رو آی

پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے — سینہ جویای زخم کاری ہے
پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمد فصل لالہ کاری ہے
قبلہ مقصد نگاہ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے
چشم دلال جنس رسوائی — دل خریدار ذوق خواری ہے
وہی صد رنگ نالہ فرسائی — وہی صد گونہ اشکباری ہے
دل ہوای خرام ناز سی پھر — محشرستان بیقراری ہے
جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہے — روز بازار جان سپاری ہے
پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین — پھر وہی زندگی ہماری ہے

قطعہ

پھر کھلا ہی در عدالت ناز — گرم بازار فوجداری ہے
ہو رہا ہی جہان مین اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہی
پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے
پھر ہوی ہین گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و مژگان کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اوسکی روبکاری ہے

بیخودی بی سبب نہین غالب
کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہے

۱۵۲

جنون تہمت کش تسکین نہو گر شادمانی کی — نمکپاش خراش دل ہی لذت زندگانی کی
کشاکشہای ہستی سی کری کیا سعی آزادی — ہوی زنجیر موج آب کو فرصت روانی کی

١٥٣

پس از مردن بھی دیوانہ زیارتگاہ طفلان ہے
شرار سنگ نے تربت پہ میری گلفشانی کی

نکوہش ہی سزا فریادی بیداد دلبر کی
مبادا خندۂ دندان نما ہو صبح محشر کی

رگ لیلی کو خاک دشت مجنون ریشگی بخشی
اگر بووی بجای دانہ دہقان نوک نشتر کی

پر پروانہ شاید بادبان کشتی مے تھا
ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دور ساغر کی

کرون بیداد ذوق پر فشانی عرض کیا قدرت
کہ طاقت اڑ گئی اڑنے سے پہلے میرے شہپر کی

١٥٤

کہاں تک روؤں اوسکے خیمہ کے پیچھے قیامت ہے
مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی

بی اعتدالیون سی سبک سب مین ہم ہوے
جتنی زیادہ ہو گئی اوتنی ہی کم ہوے

پنہان تہا دام سخت قریب آشیان کی
اوڑنی نپای تہی کہ گرفتار ہم ہوے

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یانتک مٹی کہ آپ ہم اپنی قسم ہوے

سختی کشان عشق کی پوچھی ہی کیا خبر
وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوے

تیری وفا سی کیا ہو تلافی کہ دہر مین
تیری سوا بھی ہمپہ بہت سی ستم ہوے

لکھتی رہی جنون کی حکایات خونچکان
ہر چند اسمین ہاتہ ہماری قلم ہوے

اللہ ری تیری تندی خو جس کی بیم سی
اجزای نالہ دلمین مری رزق ہم ہوے

اہل ہوس کی فتح ہی ترک نبرد عشق
جو پانو اوٹھ گئی وہی اونکی علم ہوے

نالی عدم مین چند ہماری سپرد تہی
جو وان نہ کہنچ سکی سو وہ یان آکی دم ہوے

١٥٥

چھوڑی اسد نہ ہمنی گدائی مین دل لگی
سائل ہوئی تو عاشق اہل کرم ہوے

جو نہ نقد داغ دلکی کری شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہان ہے بکمین بیزبانی

مجھی اوس سی کیا توقع بزمانہ جوانی
کبھی کودکی مین جسنی نسنی مری کہانی

۱۵۶

یون ہی دکھہ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
کہ مری عدو کو یارب ملی میری زندگانی

ظلمت کدہ مین میری شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہے

نی مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

مے نے کیا ہی حسن خود آرا کو بے حجاب
ای شوق یان اجازت تسلیم ہوش ہے

گوہر کو عقد گردن خوبان مین دیکھنا
کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے

دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست
بزم خیال میکدۂ بیخروش ہے

ق

ای تازہ واردان بساط ہوای دل
زنہار اگر تمہین ہوس نای و نوش ہے

دیکھو مجھی جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتی تھی کہ ہر گوشۂ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھیی آکر تو بزم مین
نی وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہی سو وہ بھی خموش ہے

۱۵۷

آتے ہین غیب سی یہ مضامین خیال مین
غالب صریر خامہ نوای سروش ہے

آکہ مری جان کو قرار نہین ہے
طاقت بیداد انتظار نہین ہے

دیتی ہین جنت حیات دہر کی بدلی
نشہ باندازۂ خمار نہین ہے

گریہ نکالی ہی تیری بزم سی مجھکو
ہای کہ رونی پہ اختیار نہین ہے

ہمسی عبث ہی گمان رنجش خاطر
خاک مین عشاق کی غبار نہین ہے

دلسی اٹھا لطف جلوہ ہای معانی
غیر گل آئینہ بہار نہین ہے

قتل کا میری کیا ہی عہد تو بارے | وای اگر عہد استوار نہین ہے

۱۵۸
تو بی قسم سیکشی کی کھائی ہی غالب
تیری قسم کا کچھہ اعتبار نہین ہے

ہجوم غم سی یہانتک سر نگونی مجکو حاصل ہی | کہ تار دامن و تار نظر مین فرق مشکل ہے
رفو ئی زخم سی مطلب ہی لذت زخم سوزن کی | سمجھیو مت کہ پاس درد سی دیوانہ غافل ہے

۱۵۹
وہ گل جس گلستان مین جلوہ فرمائی کری غالب
چٹکنا غنچہ گل کا صدای خندہ دل ہے

پا بدامن ہو رہا ہون بسکہ مین صحرا نور د | خار پا ہین جوہر آئینہ زانو مجھے
دیکھنا حالت مری دل کی ہم آغوشی کیوقت | ہی نگاہ آشنا تیرا سر ہر مو مجھے

۱۶۰
ہون سراپا ساز آہنگ شکایت کچھہ نپوچھہ
ہی یہی بہتر کہ لوگون مین نچھیڑی تو مجھے

جس بزم مین تو ناز سی گفتار مین آوے | جان کالبد صورت دیوار مین آوے
سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر | تو اس قد دلکش سی جو گلزار مین آوے
تب ناز گرانمایگی اشک بجا ہے | جب لخت جگر دیدہ خونبار مین آوے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر | کچھہ تجکو مزا بھی مری آزار مین آوے
اوس چشم فسونگر کا اگر پای اشارا | طوطی کیطرح آئینہ گفتار مین آوے
کانٹون کی زبان سوکھہ گئی پیاس سی یارب | اک آبلہ پا وادی پرخار مین آوے
مرجاؤن نکیون رشک سی جب وہ تن نازک | آغوش خم حلقہ زنار مین آوے
غارتگر ناموس نہو گر ہوس زر | کیون شاہد گل باغ سی بازار مین آوے
تب چاک گریبانکا مزا ہی دل نالان | جب اک نفس الجھا ہوا ہر تار مین آوے
آتشکدہ ہی سینہ مرا راز نہان سی | اے وای اگر معرض اظہار مین آوے

١٦١

گنجینۂ معنی کا طلسم اوسکو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب مری اشعار مین آوے

حسن مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہی
اوس سی میرا مہ خورشید جمال اچھا ہے

بوسہ دیتی نہین اور دل پہ ہی ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتی ہین کہ مفت آی تو مال اچھا ہے

اور بازار سی لی آئی اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سی مرا جام سفال اچھا ہے

بے طلب دین تو مزا اوس مین سوا ملتا ہی
وہ گدا جسکو نہو خوی سوال اچھا ہے

اونکی دیکھی سی جو آجاتی ہی منہہ پر رونق
وہ سمجھتی ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہے

دیکھیے پاتی ہین عشاق بتون سی کیا فیض
اک برہمن نی کہا ہی کہ یہ سال اچھا ہے

ہم سخن تیشہ نی فرہاد کو شیرین سی کیا
جسطرح کا کہ کسی مین ہو کمال اچھا ہے

قطرہ دریا مین جو ملجای تو دریا ہوجای
کام اچھا ہی وہ جسکا کہ مآل اچھا ہے

خضر سلطان کو رکھی خالق اکبر سرسبز
شاہ کی باغ مین یہ تازہ نہال اچھا ہے

١٦٢

ہمکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن
دلکی خوش رکھنی کو غالب یہ خیال اچھا ہے

نہوئی گر مری مرنی سی تسلی نہ سہی
امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

خار خار الم حسرت دیدار تو ہی
شوق گلچین گلستان تسلی نہ سہی

می پرستان خم می منہہ سی لگائی ہی بنی
ایکدن گر نہوا بزم مین ساقی نہ سہی

نفس قیس کہ ہی چشم و چراغ صحرا
گر نہین شمع سیہ خانۂ لیلی نہ سہی

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہی گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

نہ ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا
گر نہین ہین مری اشعار مین معنی نہ سہی

١٦٣

عشرت صحبت خوبان ہی غنیمت سمجھو
نہوئی غالب اگر عمر طبیعی نہ سہی

عجب نشاط سی جلاد کی چلی ہین ہم آگی
کہ اپنی سایہ سی سر پانوسی ہی دو قدم آگے

قضا نی تہا مجہی چاہا خراب بادۂ الفت
فقط خراب لکہا بس نہ چل سکا قلم آگی

غم زمانہ نی جہاڑی نشاط عشق کی مستی
وگرنہ ہم بہی اوٹہاتی تہی لذت الم آگی

خدا کی واسطی داد اس جنون شوق کی دینا
کہ اوسکی در پہ پہونچتی ہین نامہ بر سی ہم آگی

یہ عمر بہر جو پریشانیان اوٹہائین ہین ہمنی
تمہاری آئیو ای طرہ ہای خم بخم آگی

دل و جگر مین پر افشان جو ایک موجۂ خون ہی
ہم اپنی زعم مین سمجہی ہوی تہی اسکو دم آگی

مقطع

قسم جنازہ پہ آنیکی میری کہاتی ہین غالب
ہمیشہ کہاتی تہی جو میری جان کی قسم آگے

شکوہ کی نام سی بیمہر خفا ہوتا ہی
یہ بہی مت کہہ کہ جو کہیی تو گلا ہوتا ہے

پر ہون مین شکوہ سی یون راگ سی جیسی باجا
اک ذرا چہیڑیی پہر دیکہیی کیا ہوتا ہے

گو سمجہتا نہین پر حسن تلافی دیکہو
شکوۂ جور سی سرگرم جفا ہوتا ہے

عشق کی راہ مین ہی چرخ مکوکب کی وہ چال
سست رو جیسی کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

کیون نہ ٹہرین ہدف ناوک بیداد کہ ہم
آپ اوٹہا لاتی ہین گر تیر خطا ہوتا ہے

خوب تہا پہلی سی ہوتی جو ہم اپنی بدخواہ
کہ بہلا چاہتی ہین اور برا ہوتا ہے

نالہ جاتا تہا پری عرش سی میرا اور اب
لب تک آتا ہی جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے

خامہ میرا کہ وہ ہی باربد بزم سخن
شاہ کی مدح مین یون نغمہ سرا ہوتا ہے

ای شہنشاہ کواکب سپہ و مہر علم
تیری اکرام کا حق کس سی ادا ہوتا ہے

سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجی
تو وہ لشکر کا تری نعل بہا ہوتا ہے

ہر مہینی مین جو یہ بدر سی ہوتا ہی ہلال
آستان پر تری مہ ناصیہ سا ہوتا ہی

مین جو گستاخ ہون آئین غزلخوانی مین
یہ بہی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے

رکہیو غالب مجہی اس تلخ نوائی مین معاف
آج کچہہ درد مری دل مین سوا ہوتا ہے

۱۶۵

ہر ایک بات پہ کہتی ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نہ شعلہ مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

یہ رشک ہی کہ وہ ہوتا ہی ہمسخن تم سی
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

چپک رہا ہی بدن پر لہو سی پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

جلا ہی جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتی ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگون مین دوڑتی پھرنی کی ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

وہ چیز جس کی لیی ہمکو ہو بہشت عزیز
سوای بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے

پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیی کہ آرزو کیا ہے

۱۶۶

ہوا ہی شہ کا مصاحب پھری ہی اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

مین انہین چھیڑون اور کچھ نہ کہین
چل نکلتی جو مے پیی ہوتی

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکی تم مری لیی ہوتی

میری قسمت مین غم گر اتنا تھا
دل بھی یا رب کئی دیی ہوتی

۱۶۷

آ ہی جاتا وہ راہ پر غالب
کوئی دن اور بھی جیی ہوتی

غیر لین محفل مین بوسی جام کی
ہم رہین یون تشنہ لب پیغام کی

خستگی کا تمسی کیا شکوہ کہ یہ
ہتکھنڈی ہین چرخ نیلی فام کی

خط لکھینگی گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہین تمہاری نام کی

رات پی زمزم پہ مے اور صبحدم
دھوئی دھبی جامۂ احرام کی

دلکو آنکھون نی پھنسایا کیا مگر
یہ بھی حلقی ہین تمہاری دام کی

شاہ کی ہی غسلِ صحت کی خبر | دیکھیے کب دن پھرین حمام کی

ص ۱۶۸

عشق نی غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھی کام کی

پھر اس انداز سی بہار آئی | کہ ہوئی مہر و مہ تماشائی
دیکھو ای ساکنان خطۂ خاک | اسکو کہتی ہین عالم آرائی
کہ زمین ہو گئی ہی سر تا سر | روکشِ سطحِ چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہین جگہہ نملی | بنگیا روی آب پر کائی
سبزہ و گل کی دیکھنی کی لیی | چشم نرگس کو دی ہی بینائی
ہی ہوا مین شراب کی تاثیر | بادہ نوشی ہی باد پیمائی

ص ۱۶۹

کیون نہ دنیا کو ہو خوشی غالب
شاہ دیندار نی شفا پائی

تغافل دوست ہون میرا دماغ عجز عالی ہی | اگر پہلو تہی کیجی تو جا میری بھی خالی ہی
رہا آباد عالم اہل ہمت کی نہونی سی | بھری ہین جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہی

ص ۱۷۰

کب وہ سنتا ہی کہانی میری | اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلش غمزۂ خونریز نہ پوچھ | دیکھ خونابہ فشانی میری
کیا بیان کرکی مرا روینگی یار | مگر آشفتہ بیانی میری
ہون ز خود رفتۂ بیدای خیال | بھول جانا ہی نشانی میری
متقابل ہی مقابل میرا | رک گیا دیکھ روانی میری
قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون | سخت ارزان ہی گرانی میری
گرد باد رہ بیتابی ہون | صرصر شوق ہی بانی میری
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا | کھل گئی ہیچمدانی میری

۱۷۱

کر دیا ضعف نے عاجز غالب
ننگ پیری ہی جوانی میری

نقش ناز بت طناز بآغوش رقیب — پای طاوس پی خامہ مانی مانگی
تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانی — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگی

۱۷۲

وہ تپ عشق تمنا ہی کہ پھر صورت شمع
شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگی

گلشن کو تری صحبت از بسکہ خوش آئی ہی — ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہی
وان کنگر استغنا ہر دم ہی بلندی پر — یان نالہ کو اور الٹا دعوای رسائی ہی

۱۷۳

از بسکہ سکھاتا ہی غم ضبط کی اندازی
جو داغ نظر آیا ایک چشم نمائی ہی

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھیو یارب اوسی قسمت مین عدو کی
اچھا ہی سر انگشت حنائی کا تصور — دل مین نظر آتی تو ہی اک بوند لہو کی

کیون ڈرتی ہو عشاق کی بیحوصلگی سی
یان تو کوئی سنتا نہین فریاد کسو کی

دشنی نی کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نی کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

۱۷۴

صد حیف وہ ناکام کہ ایک عمر سی غالب
حسرت مین رہی ایک بت عربدہ جو کی

سیماب پشت گرمی آئینہ دی ہی ہم — حیران کیی ہوی ہین دل بیقرار کی

۱۷۵

آغوش گل کشودہ برای وداع ہی
ای عندلیب چل کہ چلی دن بہار کی

ہی وصل ہجر عالم تمکین و ضبط مین — معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیی

مطلع

اوس لب سی مل ہی جائیگا بوسہ کبہی تو ہان
شوقِ فضول و جراتِ رندانہ چاہیی

چاہیی اچہون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پہر کیا چاہیے

صحبتِ رندان سی واجب ہی حذر
جائی می اپنی کو کہینچا چاہیے

چاہنی کو تیری کیا سمجہا تہا دل
بارے اب اس سی بہی سمجہا چاہیے

چاک مت کر جیب بی ایامِ گل
کچہہ اودہر کا بہی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ ہی بیگانگی
منہہ چہپانا ہمسی چہوڑا چاہیے

دشمنی نی میری کہویا غیر کو
کسقدر دشمن ہی دیکہا چاہیے

اپنی رسوائی مین کیا چلتی ہی سعی
یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے

منحصر مرنی پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اوسکی دیکہا چاہیے

غافل ان مہ طلعتون کیواسطی
چاہنی والا بہی اچہا چاہیے

مطلع

چاہتی ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکہا چاہیے

ہر قدم دوریِ منزل ہی نمایان مجہسی
میری رفتار سی بہاگی ہی بیابان مجہسی

درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوشتر
ہی نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگان مجہسی

وحشتِ آتشِ دل سی شبِ تنہائی مین
صورتِ دود رہا سایہ گریزان مجہسی

غمِ عشاق نہو سادگی آموزِ بتان
کسقدر خانۂ آئینہ ہی ویران مجہسی

اثرِ آبلہ سی جادۂ صحرای جنون
صورتِ رشتۂ گوہر ہی چراغان مجہسی

بیخودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو
پر ہی سائی کیطرح میرا شبستان مجہسی

شوقِ دیدار مین گر تو مجہی گردن مارے
ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشان مجہسی

بیکسیہای شبِ ہجر کی وحشت ہی ہی
سایہ خورشیدِ قیامت مین ہی پنہان مجہسی

گردش ساغر صد جلوۂ رنگین تجھسی | آئینہ داری یک دیدۂ حیران مجھسی

مقطع

نگہ گرم سی اک آگ ٹپکتی ہی اسد
ہی چراغان خس و خاشاک گلستان مجھسی

نکتہ چین ہی غم دل اوسکو سنائی نہ بنی | کیا بنی بات جہان بات بنائی نہ بنی

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل | اوسپہ بنجائی کچھہ ایسی کہ بن آئی نہ بنی

کھیل سمجھا ہی کہین چھوڑ نہ دی بھول نجائی | کاش یون بھی ہو کہ بن میری ستائی نہ بنی

غیر پھرتا ہی لیی یون تری خط کو کہ اگر | کوئی پوچھی کہ یہ کیا ہی تو چھپائی نہ بنی

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلی ہین تو کیا | ہاتھہ آوین تو اونہین ہاتھہ لگائی نہ بنی

کہہ سکی کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہی | پردہ چھوڑا ہی وہ اوسنی کہ اوٹھائی نہ بنی

موت کی راہ نہ دیکھون کہ بن آئی نہ رہی | تمکو چاہون کہ نہ آؤ تو بلائی نہ بنی

بوجھہ وہ سر سی گرا ہی کہ اوٹھائی نہ اوٹھی | کام وہ آن پڑا ہی کہ بنائی نہ بنی

مقطع

عشق پر زور نہین ہی یہ وہ آتش غالب
کہ لگائی نہ لگی اور بجھائی نہ بنی

چاک کی خواہش اگر وحشت بعریانی کری | صبح کی مانند زخم دل گریبانی کری

جلوہ کا تیری وہ عالم ہی کہ گر کیجی خیال | دیدۂ دلکو زیارتگاہ حیرانی کری

ہی شکستن سی بھی دل نومید یارب کب تلک | آبگینہ کوہ پر عرض گرانجانی کری

میکدہ گر چشم مست ناز سی پاوی شکست | موی شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کری

مقطع

خط عارض سی لکھا ہی زلف کو الفت نی عہد
یک قلم منظور ہی جو کچھہ پریشانی کری

وہ آکی خواب مین تسکین اضطراب تو دی | ولی مجھی تپش دل مجال خواب تو دی

کری ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا | تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دی

دکھا کی جنبش لب ہی تمام کر ہمکو — نہ دی جو بوسہ تو منہہ سی کہین جواب تو دی

پلادی اوک سی ساقی جو ہمسی نفرت ہی — پیالہ گر نہین دیتا نہ دی شراب تو دی

۱۸۱

اسد خوشی سی مری ہاتہ پانو پہول گئی
کہا جو اوسنی ذرا میری پانو داب تو دی

تپش سی میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہی — مرا سر رنج بالین ہی مرا تن بار بستر ہی

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہی — دل بیدست و پا افتادہ برخوردار بستر ہی

خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئی ہو — فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہی

بطوفانگاہ جوش اضطراب شام تنہائی — شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہی

ابہی آتی ہی بو بالش سی اوسکی زلف مشکین کی — ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہی

۱۸۲

کہون کیا دل کی کیا حالت ہی ہجر یار مین غالب
کہ بیتابی سی ہر یک تار بستر خار بستر ہی

خطر ہی رشتۂ الفت رگ گردن نہو جاوی — غرور دوستی آفت ہی تو دشمن نہو جاوی

۱۸۳

سمجہہ اس فصل مین کوتاہی نشو و نما غالب
اگر گل سرو کی قامت پہ پیراہن نہو جاوی

فریاد کی کوئی لی نہین ہی — نالہ پابند نی نہین ہی

کیون بوتی ہین باغبان تونبی — گر باغ گدای می نہین ہی

ہرچند ہر ایک شی مین تو ہی — پر تجہسی کوئی شی نہین ہی

ہان کہائیو مت فریب ہستی — ہرچند کہین کہ ہی نہین ہی

شادی سی گذر کہ غم نہووی — اردی جو نہو تو دی نہین ہی

کیون رد قدح کری ہی زاہد — می ہی یہ مگس کی قی نہین ہی

ہستی ہی نہ کچہہ عدم ہی غالب — آخر تو کیا ہی ای نہین ہی

۱۸۴ھ
نہو جیہ نسخہ مرہم جراحت دل کا
کہ اوسمین ریزہ الماس جزو اعظم ہی

۱۸۵ھ
بہت دنونمین تغافل نی تیری پیدا کی
وہ اک نگہہ کہ بظاہر نگاہ سی کم ہے

ہم رشک کو اپنی بہی گوارا نہین کرتی
مرتی ہین ولی اونکی تمنا نہین کرتی
ورپردہ اونہین غیر سی ہی ربط نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہی کہ پردا نہین کرتی

۱۸۶ھ
یہ باعث نومیدی ارباب ہوس ہے
غالب کو برا کہتی ہو اچہا نہین کرتی

کرہی ہی بادہ تری لب سی کسب رنگ فروغ
خط پیالہ سراسر نگاہ گلچین ہے
کبہی تو اس دل شوریدہ کی بہی داد ملی
کہ ایک عمر سی حسرت پرست بالین ہی
بجا ہی گر نہ سنی نالہای بلبل زار
کہ گوش گل نم شبنم سی پنبہ آگین ہی

۱۸۷ھ
اسد ہی نزع مین چل بیوفا برای خدا
مقام ترک حجاب و وداع تمکین ہے

کیون نہو چشم بتان محو تغافل کیون نہو
یعنی اس بیمار کو نظارہ سی پرہیز ہے
مرتی مرتی دیکہنی کی آرزو رہ جائیگی
وای ناکامی کہ اوس کافر کا خنجر تیز ہی

۱۸۸ھ
عارض گل دیکہہ روی یار یاد آیا اسد
جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہی

دیا ہی دل اگر اوسکو بشر ہی کیا کہیی
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہی کیا کہیی
یہ ضد کہ آج نہ آوی اور آئی بن نرہی
قضا سی شکوہ ہمین کسقدر ہی کیا کہیی
رہی ہی یون گہہ و بیگہہ کہ کوی دوست کو اب
اگر نکہی کہ دشمن کا گہر ہی کیا کہیی
زہی کرشمہ کہ یون دی رکہا ہی ہمکو فریب
کہ بن کہی ہی اونہین سب خبر ہی کیا کہیی
سمجہ کی کرتی ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہی کہ سر رہگذر ہی کیا کہیی

تمہین نہین ہی سررشتۂ وفا کا خیال — ہماری ہاتہہ مین کچہہ ہی مگر ہی کیا کہیی

اونہین سوال پہ زعمِ جنون ہی کیون لڑیی — ہمین جواب سی قطعِ نظر ہی کیا کہیی

حسد سزای کمالِ سخن ہی کیا کیجی — ستم بہای متاعِ ہنر ہی کیا کہیی

۱۸۹

کہا ہی کسنی کہ غالب برا نہین لیکن
سوای اسکی کہ آشفتہ سر ہی کیا کہیی

دیکہکر درپردہ گرمِ دامن افشانی مجھی — کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے

بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فسان — مرحبا مین کیا مبارک ہی گرانجانی مجھی

کیون نہو بی التفاتی اوسکی خاطر جمع ہی — جانتا ہی محوِ پرسشہای پنہانی مجھے

میری غمخانی کی قسمت جب رقم ہونی لگی — لکہدیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے

بدگمان ہوتا ہی وہ کافر نہوتا کاشکی — اسقدر ذوقِ نوای مرغِ بستانی مجھے

وای وان بہی شورِ محشر نی نہ دم لینی دیا — لیگیا تہا گور مین ذوقِ تن آسانی مجھے

وعدہ آنیکا وفا کیجی یہ کیا انداز ہے — تمنی کیون سونپی ہی میری گہر کی دربانی مجھی

ہان نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ — پہر ہوا ہی تازہ سودای غزلخوانی مجھے

۱۹۰

دی مری بہائی کو حق نی از سرِ نو زندگی
میرزا یوسف ہی غالب یوسفِ ثانی مجھے

یاد ہی شادی مین بہی ہنگامۂ یارب مجھی — سبحۂ زاہد ہوا ہی خندہ زیرِ لب مجھی

ہی کشادِ خاطرِ وابستہ دررہنِ سخن — تہا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھی

یارب اس آشفتگی کی داد کس سی چاہیی — رشک آسایش پہ ہی زندانیونکی اب مجھی

طبع ہی مشتاقِ لذتہای حسرت کیا کرون — آرزو سی ہی شکستِ آرزو مطلب مجھی

۱۹۱

دل لگاکر آپ بہی غالب مجہی سی ہوگئی
عشق سی آتی تہی مانع میرزا صاحب مجھے

حضور شاہ مین اہل سخن کی آزمایش ہے
چمن مین خوش نوایان چمن کی آزمایش ہی

قد و گیسو مین قیس و کوہکن کی آزمایش ہی
جہان ہم ہین وہان دار و رسن کی آزمایش ہی

کرینگی کوہکن کی حوصلی کا امتحان آخر
ہنوز اوس خستہ کی نیروی تن کی آزمایش ہی

نسیم مصر کو کیا پیر کنعان کی ہوا خواہی
اوسی یوسف کی بوی پیرہن کی آزمایش ہی

وہ آیا بزم مین دیکہو نہ کہیو پہر کہ غافل تہی
شکیب و صبر اہل انجمن کی آزمایش ہی

رہی دل ہی مین تیر اچہا جگر کی پار ہو بہتر
غرض شست بت ناوک فگن کی آزمایش ہی

نہین کچہہ سبحہ و زنار کی پہندی مین گیرائی
وفاداری مین شیخ و برہمن کی آزمایش ہی

پڑا رہ اے دل وابستہ بیتابی سی کیا حاصل
مگر پہر تاب زلف پرشکن کی آزمایش ہی

رگ و پی مین جب اوترے زہر غم تب دیکہیے کیا ہو
ابہی تو تلخی کام و دہن کی آزمایش ہی

۱۹۲

وہ آوینگی مری گہر وعدہ کیسا دیکہنا غالب
نئی فتنون مین اب چرخ کہن کی آزمایش ہی

کبہی نیکی بہی اوسکی جی مین گر آجائے ہی مجہسی
جفائین کرکی اپنی یاد شرما جائے ہی مجہسی

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہی
کہ جتنا کہینچتا ہون اور کہنچتا جائے ہی مجہسی

وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی
عبارت مختصر قاصد بہی گہبرا جائے ہی مجہسی

اودہر وہ بدگمانی ہی ادہر یہ ناتوانی ہی
نہ پوچہا جائے ہی اوس سی نہ بولا جائے ہی مجہسی

سنبہلنے دی مجہی اے ناامیدی کیا قیامت ہی
کہ دامان خیال یار چہوٹا جائے ہی مجہسی

تکلف برطرف نظارگی مین بہی سہی لیکن
وہ دیکہا جائے کب یہ ظلم دیکہا جائے ہی مجہسی

ہوی ہین پانو ہی پہلی نبرد عشق مین زخمی
نہ بہاگا جائے ہی مجہسی نہ ٹہہرا جائے ہی مجہسی

۱۹۳

قیامت ہی کہ ہووی مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بہی نہ سونپا جائے ہی مجہسی

زبسکہ مشق تماشا جنون علامت ہی
کشاد و بست مژہ سیلی ندامت ہی

نجانون کیونکہ مٹی داغ طعن بد عہدی
تجھی کہ آئینہ بھی ورطۂ ملامت ہی

بہ پیچ و تاب ہوس سلک عافیت مت توڑ
نگاہ عجز سر رشتۂ سلامت ہی

۱۹۴
وفا مقابل و دعوای عشق بی بنیاد
جنون ساختہ و فصل گل قیامت ہی

لاغر اتنا ہون کہ گر تو بزم مین جا دی مجھی
میرا ذمہ دیکھکر گر کوئی بتلا دی مجھی

کیا تعجب ہی کہ اوسکو دیکھکر آجائی رحم
وان تلک کوئی کسی حیلی سی پہنچا دی مجھی

منہ نہ دکھلاوی نہ دکھلا پر بانداز عتاب
کھولکر پردہ ذرا آنکھین ہی دکھلا دی مجھی

۱۹۵
یان تلک میری گرفتاری سی وہ خوش ہی کہ مین
زلف گر بن جاؤن تو شانہ مین اولجھا دی مجھی

بازیچۂ اطفال ہی دنیا مری آگی
ہوتا ہی شب و روز تماشا مری آگی

اک کھیل ہی اورنگ سلیمان مری نزدیک
اک بات ہی اعجاز مسیحا مری آگی

جز نام نہین صورت عالم مجھی منظور
جز وہم نہین ہستی اشیا مری آگی

ہوتا ہی نہان گرد مین صحرا مری ہوتی
گھستا ہی جبین خاک پہ دریا مری آگی

مت پوچھ کہ کیا حال ہی میرا تری پیچھی
تو دیکھہ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگی

سچ کہتی ہو خودبین و خودآرا ہون نکیون ہون
بیٹھا ہی بت آئینہ سیما مری آگی

پھر دیکھیی انداز گل افشانی گفتار
رکھدی کوئی پیمانۂ صہبا مری آگی

نفرت کا گمان گزری ہی مین رشک سی گزرا
کیونکر کہون لو نام نہ اونکا مری آگی

ایمان مجھی روکی ہی جو کھینچی ہی مجھی کفر
کعبہ مری پیچھی ہی کلیسا مری آگی

عاشق ہون پہ معشوق فریبی ہی مرا کام
مجنون کو برا کہتی ہی لیلا مری آگی

خوش ہوتی ہین پر وصل مین یون مر نہین جاتی
آئی شب ہجران کی تمنا مری آگی

ہی موجزن اک قلزم خون کاش یہی ہو
آتا ہی ابھی دیکھیی کیا کیا مری آگی

گو ہاتھہ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی | رہنی دو ابھی ساغر و مینا مری آگی

۱۹۶

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہی میرا
غالب کو برا کیون کہو اچھا مری آگی

کہون جو حال تو کہتی ہو مدعا کہیی | تمہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہیی
نہ کہیو طعن سی پہر تم کہ ہم ستمگر ہین | مجہی تو خو ہی کہ جو کچھہ کہو بجا کہیی
وہ نیشتر سہی پر دل مین جب اوتر جاوی | نگاہ ناز کو پہر کیون نہ آشنا کہیی
نہین ذریعۂ راحت جراحت پیکان | وہ زخم تیغ ہی جسکو کہ دلکشا کہیی
جو مدعی بنی اوسکی نہ مدعی بنیی | جو ناسزا کہی اوسکو نہ ناسزا کہیی
کہین حقیقت جانکاہی مرض لکہیی | کہین مصیبت ناسازی دوا کہیی
کبہی شکایت رنج گران نشین کہیی | کبہی حکایت صبر گریز پا کہیی
رہی نہ جان تو قاتل کو خون بہا دیجی | کٹی زبان تو خنجر کو مرحبا کہیی
نہین نگار کو الفت نہو نگار تو ہی | روانی روش و مستی ادا کہیی
نہین بہار کو فرصت نہو بہار تو ہی | طراوت چمن و خوبی ہوا کہیی

۱۹۷

سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب
خدا سی کیا ستم و جور ناخدا کہیی

رونی سی اور عشق مین بیباک ہو گئی | دہوئی گئی ہم اتنی کہ بس پاک ہو گئی
صرف بہای مے ہوئی آلات میکشی | تہی یہ ہی دو حساب سو یون پاک ہو گئی
رسوای دہر گو ہوی آوارگی سی تم | باری طبیعتون کی تو چالاک ہو گئی
کہتا ہی کون نالۂ بلبل کو بی اثر | پردی مین گل کی لاکہہ جگر چاک ہو گئی
پوچہی ہی کیا وجود و عدم اہل شوق کا | آپ اپنی آگ کی خس و خاشاک ہو گئی
کرنی گئی تہی اوس سی تغافل کا ہم گلا | کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی

۱۹۸

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کی غمناک ہو گئے

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مست طرب
شیشۂ می سرو سبز جویبار نغمہ ہے

۱۹۹

ہمنشین مت کہہ کہ برہم کر نہ بزم عیش دوست
وان تو میری نالہ کو بھی اعتبار نغمہ ہے

عرض ناز شوخی دندان برای خندہ ہی
دعوی جمعیت احباب جای خندہ ہے

ہی عدم مین غنچہ محو عبرت انجام گل
یکجہان زانو تامل در قفای خندہ ہی

کلفت افسردگی کو عیش بیتابی حرام
ورنہ دندان در دل افشردن بنای خندہ ہی

۲۰۰

سوزش باطن کی ہین احباب منکر ورنہ یان
دل محیط گریہ و لب آشنای خندہ ہے

حسن بی پروا خریدار متاع جلوہ ہی
آئینہ زانوی فکر اختراع جلوہ ہی

۲۰۱

تا کجا ای آگہی رنگ تماشا باختن
چشم وا گردیدہ آغوش وداع جلوہ ہے

جب تک دہان زخم نہ پیدا کری کوئی
مشکل کہ تجھسی راہ سخن وا کری کوئی

عالم غبار وحشت مجنون ہی سر بسر
کب تک خیال طرۂ لیلا کری کوئی

افسردگی نہین طرب انشای التفات
ہان دردبن کی دل مین مگر جا کری کوئی

رونی سی ای ندیم ملامت نکر سے مجھے
آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کری کوئی

چاک جگر سی جب رہ پرسش نہ وا ہوئی
کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کری کوئی

لخت جگر سی ہی رگ ہر خار شاخ گل
تا چند باغبانی صحرا کری کوئی

ناکامی نگاہ ہی برق نظارہ سوز
تو وہ نہین کہ تجھکو تماشا کری کوئی

ہر سنگ و خشت ہی صدف گوہر شکست
نقصان نہین جنون سی جو سودا کری کوئی

سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر | فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

ہے وحشت طبیعت ایجاد یاس خیز | یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی

بیکاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل | جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

حسن فروغ شمع سخن دور ہے اسد | پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

ابن مریم ہوا کرے کوئی | میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

شرع و آئین پر مدار سہی | ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی

چال جیسے کڑی کمان کا تیر | دل میں ایسے کی جا کرے کوئی

بات پر واں زبان کٹتی ہے | وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ | کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

نہ سنو گر برا کہے کوئی | نہ کہو گر برا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی | بخش دو گر خطا کرے کوئی

کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند | کس کی حاجت روا کرے کوئی

کیا کیا خضر نے سکندر سے | اب کسے رہنما کرے کوئی

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب | کیوں کسی کا گلا کرے کوئی

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے | غلام ساقی کوثر ہوں مجھکو غم کیا ہے

تمہاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے | رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

سخن میں خامۂ غالب کی آتش افشانی | یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اوس میں دم کیا ہے

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے | سایۂ شاخ گل افعی نظر آتا ہے مجھے

جوہر تیغ بسر چشمۂ دیگر معلوم | ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اگاتا ہے مجھے

مدعا محو تماشای شکست دل ہے | آئینہ خانہ میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے

نالہ سرمایۂ یکعالم و عالم کف خاک
آسمان بیضۂ قمری نظر آتا ہی مجھے

زندگی مین تو وہ محفل سی اوٹھا دیتی تھی
دیکھون اب مرگئی پر کون اوٹھاتا ہی مجھے

روندی ہوئی ہی کوکبۂ شہریار کے
اترائی کیون نہ خاک سر رہگزار کے

جب اوسکی دیکھنی کی لیی آئین بادشاہ
لوگونمین کیون نمود نہو لالہ زار کے

بھوکی نہین ہین سیر گلستانکی ہم ولی
کیونکر نکھائیی کہ ہوا ہی بہار کے

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلی
بہت نکلی مری ارمان لیکن پھر بھی کم نکلی

ڈری کیون میرا قاتل کیا رہیگا اوسکی گردن پر
وہ خون جو چشم تر سی عمر بھر یون دمبدم نکلی

نکلنا خلد سی آدم کا سنتی آئی ہین لیکن
بہت بی آبرو ہوکر تری کوچی سی ہم نکلی

بھرم کھلجائی ظالم تیری قامت کی درازیکا
اگر اس طرۂ پرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلی

مگر لکھوائی کوئی اوسکو خط تو ہمسی لکھوائی
ہوئی صبح اور گھر سی کان پر رکھکر قلم نکلی

ہوئی اس دور مین منسوب مجھسی بادہ آشامی
پھر آیا وہ زمانہ جو جہانمین جام جم نکلی

ہوئی جنسی توقع خستگی کی داد پانیکی
وہ ہمسی بھی زیادہ خستۂ تیغ ستم نکلی

محبت مین نہین ہی فرق جینی اور مرنیکا
اوسیکو دیکھکر جیتی ہین جس کافر پہ دم نکلی

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتی ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلی

کوہ کی ہون بار خاطر گر صدا ہوجائیی
بی تکلف ای شرار جستہ کیا ہو جائیی

بیضہ آسا ننگ بال و پر ہی یہ کنج قفس
از سر نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیی

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے
موج شراب یک مژۂ خوابناک ہے

جز زخم تیغ ناز نہین دلمین آرزو
جیب خیال بھی تری ہاتھون سی چاک ہی

جوش جنون سی کچھ نظر آتا نہین اسد
صحرا ہماری آنکھ مین یکمشت خاک ہی

۲۰۸

لب عیسیٰ کی جنبش کرتی ہی گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعل بتان کا خواب سنگین ہی

آمد سیلاب طوفان صدای آب ہی — نقش پا جو کان مین رکہتا ہی انگلی جادہ سی

بزم مے وحشت کدہ ہی کس کی چشم مست کا
شیشہ مین نبض پری پنہان ہی موج بادہ سی

ہون مین بھی تماشائی نیرنگ تمنا — مطلب نہین کچہہ اس سی کہ مطلب ہی بر آوی

۲۰۹

سیاہی جیسی گر جاوی دم تحریر کاغذ پر
مری قسمت مین یون تصویر ہی شبہای ہجران کی

ہجوم نالہ حیرت عاجز عرض یک افغان ہے — خموشی ریشۂ صد نیستان سی خس بدندان ہے
تکلف برطرف ہی جانستان تر لطف بدخویان — نگاہ بیحجاب ناز تیغ تیز عریان ہے
ہوئی یہ کثرت غم سی تلف کیفیت شادی — کہ صبح عید مجکو بدتر از چاک گریبان ہے
دل و دین نقد لا ساقی سی گر سودا کیا چاہی — کہ اس بازار مین ساغر متاع دستگردان ہے

۲۱۰

غم آغوش بلا مین پرورش دیتا ہی عاشق کو
چراغ روشن اپنا قلزم صرصر کا مرجان ہی

خموشیو مین تماشا ادا نکلتی ہے — نگاہ دل سی تری سرمہ سا نکلتی ہے
فشار تنگی خلوت سی بنتی ہی شبنم — صبا جو غنچہ کی پردہ مین جا نکلتی ہے

۲۱۱

نہ پوچہہ سینۂ عاشق سی آب تیغ نگاہ
کہ زخم روزن در سی ہوا نکلتی ہے

جس جا نسیم شانہ کش زلف یار ہی — نافہ دماغ آہوی دشت تتار ہے
کسکا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا — آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے
ہی ذرہ ذرہ تنگی جا سی غبار شوق — گر دام یہ ہی وسعت صحرا شکار ہے

دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ / نظارہ کا مقدمہ پھر روبکار ہے
چھڑکی ہی شبنم آئینۂ برگ گل پر آب / ای عندلیب وقت وداع بہار ہے
پیچ آپڑی ہی وعدہ دلدار کی مجھی / وہ آئی یا نہ آئی پہ یہان انتظار ہے
بی پردہ سوی وادی مجنون گزر نکر / ہر ذرہ کی نقاب مین دل بیقرار ہے
ای عندلیب یک کف خس بہر آشیان / طوفان آمد آمد فصل بہار ہے
دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی / ای بیدماغ آئینہ تمثال دار ہے

۲۱۲ غفلت کفیل عمر و اسد ضامن نشاط / ای مرگ ناگہان تجہی کیا انتظار ہے

آئینہ کیون نہ دون کہ تماشا کہین جسی / ایسا کہان سی لاؤن کہ تجسا کہین جسے
حسرت نی لا رکہا تری بزم خیال مین / گلدستۂ نگاہ سویدا کہین جسے
پہونکا ہی کسنی گوش محبت مین ای خدا / افسون انتظار تمنا کہین جسے
سر پر ہجوم درد غریبی سی ڈالیی / وہ ایک مشت خاک کہ صحرا کہین جسے
ہی چشم تر مین حسرت دیدار سی نہان / شوق عنان گسیختہ دریا کہین جسے
درکار ہی شگفتن گلہای عیش کو / صبح بہار پنبۂ مینا کہین جسے

۲۱۳ غالب برا نمان جو واعظ برا کہی / ایسا بہی کوئی ہی کہ سب اچھا کہین جسی

شبنم بہ گل لالہ نہ خالی ز ادا ہے / داغ دل بیدرد نظرگاہ حیا ہے
دل خون شدۂ کشمکش حسرت دیدار / آئینہ بدست بت بدمست حنا ہے
شعلہ سی نہوتی ہوس شعلہ نی جو کی / جی کسقدر افسردگی دل پہ جلا ہے
تمثال مین تیری ہی وہ شوخی کہ بصد ذوق / آئینہ بہ انداز گل آغوش کشا ہے
قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ / ای نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

خونی تری افسردہ کیا وحشت دل کو / معشوقی و بیحوصلگی طرفہ بلا ہے

مجبوری و دعوای گرفتاری الفت / دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے

معلوم ہوا حال شہیدان گذشتہ / تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

ای پرتو خورشید جہانتاب ادہر بہی / سایہ کیطرح ہمپہ عجب وقت پڑا ہے

ناکردہ گناہونکی بہی حسرت کی ملی داد / یارب اگر ان کردہ گناہونکی سزا ہے

۱۲۱۴

بیگانگی خلق سی بیدل نہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

منظور تہی یہ شکل تجلی کو نور کی / قسمت کہلی ترے قد و رخ کی ظہور کی

اک خونچکان کفن مین کروڑون بناو ہین / پڑتی ہی آنکہہ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو / کیا بات ہی تمہاری شراب طہور کی

لڑتا ہی مجہسی حشر مین قاتل کہ کیون اٹہا / گویا ابہی سنی نہین آواز صور کی

آمد بہار کی ہی جو بلبل ہی نغمہ سنج / اوڑتی سی اک خبر ہی زبانی طیور کی

گو وان نہین پہ وانکے نکالے ہوی تو ہین / کعبہ سی ان بتونکو بہی نسبت ہی دور کی

کیا فرض ہی کہ سبکو ملی ایک سا جواب / آؤ نہ ہم بہی سیر کرین کوہ طور کی

گرمی سہی کلام مین لیکن نہ اسقدر / کی جس سی بات اوسنی شکایت ضرور کی

۱۲۱۵

غالب گر اس سفر مین مجہی ساتہ لی چلین
حج کا ثواب نذر کرونگا حضور کی

غم کہانی مین بودا دل ناکام بہت ہے / یہ رنج کہ کم ہی مے گلفام بہت ہے

کہتی ہوی ساقی سی حیا آتی ہی ورنہ / ہی یون کہ مجہی درد تہ جام بہت ہے

نی تیر کمان مین ہی نہ صیاد کمین مین / گوشہ مین قفس کی مجہی آرام بہت ہے

کیا زہد کو مانون کہ نہو گرچہ ریائی / پاداش عمل کی طمع خام بہت ہے

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں
پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے

زمزم ہی پہ چھوڑو مجھے کیا طوفِ حرم سے
آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے

ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ ان کو
انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے

خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ
رہنے دے مجھے یاں کہ ابھی کام بہت ہے

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

غزل

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے

پھر وضعِ احتیاط سے رکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

پھر گرمِ نالہ ہائے شرربار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمکداں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہے خامۂ مژگاں بخونِ دل
سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے

باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب
نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے
پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب
عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے

دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال
صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا
جاں نذرِ دلفریبیِ عنواں کیے ہوئے

مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس
زلفِ سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے

چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو
سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے

اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ
چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں
سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے

جی ڈھونڈتا ہی پھر وہی فرصت کہ رات دن | بیٹھی رہین تصور جانان کئی ہوئی

۲۱۷

غالب ہمین نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سی
بیٹھی ہین ہم تہیۂ طوفان کئی ہوئی

نوید امن ہی بیداد دوست جانکی لیی | رہی نہ طرز ستم کوئی آسمان کی لیے
بلا سی گر مژۂ یار تشنۂ خون ہے | رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خونفشانکی لیے
وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر | نہ تم کہ چور بنی عمر جاودان کی لیے
رہا بلا مین بھی مین مبتلای آفت رشک | بلای جان ہی ادا تیری اکجہانکی لیے
فلک نہ دور رکھ اوس سی مجھی کہ مین ہی نہین | دراز دستی قاتل کی امتحانکی لیے
مثال یہ مری کوشش کی ہی کہ مرغ اسیر | کری قفس مین فراہم خس آشیانکی لیے
گدا سمجھکی وہ چپ تھا مری جو شامت سی | اوٹھا اور اوٹھکی قدم مینی پاسبانکی لیے
بقدر شوق نہین ظرف تنگنای غزل | کچھ اور چاہیی وسعت مری بیانکی لیے
دیا ہی خلق کو بھی تا اوسی نظر نہ لگے | بنا ہی عیش تجمل حسین خان کی لیے
زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا | کہ میری نطق نی بوسی مری زبانکی لیے
نصیر دولت و دین او معین ملت و ملک | بنا ہی چرخ برین جسکی آستانکی لیے
زمانہ عہد مین اوسکی ہی محو آرایش | بنینگے اور ستاری اب آسمانکی لیے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے | سفینہ چاہیی اس بحر بیکران کی لیے

ادای خاص سی غالب ہوا ہی نکتہ سرا
صلای عام ہی یاران نکتہ دان کی لیے

تمت

تمام ہوئین یہانتک غزلین دیوان غالب کی اب آگے قصائد و قطعات ہین

قصائد

سازِ یکذرہ نہین فیضِ چمن سی بیکار / سایۂ لالۂ بیداغ سویدای بہار

مستیِ بادِ صبا سی ہی بعرضِ سبزہ / ریزۂ شیشۂ می جوہرِ تیغِ کہسار

سبز ہی جامِ زمرد کیطرح داغِ پلنگ / تازہ ہی ریشۂ نارنج صفت روی شرار

مستیِ ابر سی گلچینِ طرب ہی حسرت / کہ اس آغوش مین ممکن ہی دوعالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل / راہِ خوابیدہ ہوی خندۂ گل سی بیدار

سونپی ہی فیضِ ہوا صورتِ مژگانِ یتیم / سرنوشتِ دوجہان ابر بیک سطرِ غبار

کاٹ کر پھینکیے ناخن تو باندازِ ہلال / قوتِ نامیہ اوسکو بھی نچھوڑی بیکار

کفِ ہر خاک بگردون شدہ قمری پرواز / دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ طاؤس شکار

میکدی مین ہو اگر آرزوِ گلچینی / بھول جا یک قدحِ بادہ بطاقِ گلزار

موجِ گل ڈھونڈ بخلوتکدۂ غنچۂ باغ / گم کری گوشۂ میخانہ مین گر تو دستار

کھینچی گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر / سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار

لعل سی کی ہی پی زمزمۂ مدحتِ شاہ / طوطیِ سبزۂ کہسار نی پیدا منقار

وہ شہنشاہ کہ جس کی پی تعمیرِ سرا / چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار

فلک العرش ہجومِ خمِ دوشِ مزدور / رشتۂ فیضِ ازل سازِ طنابِ معمار

سبزۂ نہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام / رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار

وان کی خاشاک سی حاصل ہو جسی یک پرِ کاہ / وہ رہی مروحۂ بالِ پری سی بیزار

خاکِ صحرای نجف جوہرِ سیرِ عرفا / چشمِ نقشِ قدم آئینۂ بختِ بیدار

ذرہ اوس گرد کا خورشید کو آئینۂ ناز / گردِ اوس دشت کی امید کو احرامِ بہار

آفرینش کو ہی وان سی طلبِ مستیِ ناز / عرضِ خمیازۂ ایجاد ہی ہر موجِ غبار

مطلع ثانی

فیض سی تیری ہی ای شمعِ شبستانِ بہار
دلِ پروانہ چراغان پرِ بلبل گلنار

شکلِ طاؤس کری آئینہ خانہ پرواز
ذوق مین جلوہ کی تیری بہوای دیدار

تیری اولاد کی غم سی ہی بروی گردون
سلکِ اختر مین مہِ نو مژۂ گوہر بار

ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مہرِ نماز
ہم ریاضت کو تری حوصلہ سی استظہار

مدح مین تیری نہان زمزمۂ نعتِ نبی
جام سی تیری عیان بادۂ جوشِ اسرار

جوہرِ دستِ دعا آئینہ یعنی تاثیر
یکطرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار

مردمک سی ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ
خاکِ در کی تری جو چشم نہو آئینہ دار

دشمنِ آلِ نبی کو بطرب خانۂ دہر
عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار

دیدہ تا دل اسد آئینۂ یک پرتوِ شوق
فیضِ معنی سی خطِ ساغرِ راقم سرشار

قصیدہ

دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہین
ہم کہان ہوتی اگر حسن نہوتا خودبین

بیدلیہای تماشا کہ نہ عبرت ہی نہ ذوق
بیکسیہای تمنا کہ نہ دنیا ہی نہ دین

ہرزہ ہی نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم
لغو ہی آئینۂ فرقِ جنون و تمکین

نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت
سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسین

لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم
دُردِ یک ساغرِ غفلت ہی چہ دنیا و چہ دین

مثلِ مضمونِ وفا باد بدستِ تسلیم
صورتِ نقشِ قدم خاک بفرقِ تمکین

عشق بیربطیِ شیرازۂ اجزای حواس
وصل زنگارِ رخِ آئینۂ حسنِ یقین

کوہکن گرسنہ مزدورِ طربگاہِ رقیب
بیستون آئینۂ خوابِ گرانِ شیرین

کسنی دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز
کسنی پایا اثرِ نالۂ دلہای حزین

سامع زمزمۂ اہل جہان ہون لیکن
نہ سر و برگ ستایش نہ دماغ نفرین

کس قدر ہرزہ سرا ہون کہ عیاذاً باللہ
یک قلم خارج آداب وقار و تمکین

نقش لاحول لکھہ ای خامۂ ہذیان تحریر
یا علی عرض کر ای فطرت وسواس قرین

مظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل
قبلۂ آل نبی کعبۂ ایجاد یقین

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہان گرم خرام
ہر کف خاک ہی وان گردۂ تصویر زمین

جلوہ پرداز ہو نقش قدم اوسکا جسجا
وہ کف خاک ہی ناموس دو عالم کی امین

نسبت نام سی اوسکی ہی یہ رتبہ کہ رہی
ابداً پشت فلک خم شدۂ ناز زمین

فیض خلق اوسکا ہی شامل ہی کہ ہوتا ہی سدا
بوی گل سی نفس باد صبا عطر آگین

برش تیغ کا اوسکی ہی جہانمین چرچا
قطع ہو جای نہ سررشتۂ ایجاد کہین

کفر سوز اوسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سی ٹوٹی
رنگ عاشق کیطرح رونق بتخانۂ چین

جان پناہا دل و جان فیض رسانا شاہا
وصی ختم رسل تو ہی بفتوای یقین

جسم اطہر کو تری دوش پیمبر منبر
نام نامی کو تری ناصیۂ عرش نگین

کس سی ممکن ہی تری مدح بغیر از واجب
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندہی آیین

آستان پر ہی تری جوہر آیینۂ سنگ
رقم بندگی حضرت جبریل امین

تیری در کی لیی اسباب نثار آمادہ
خاکیونکو جو خدانی دیی جان و دل و دین

تیری مدحت کی لیی ہین دل و جان کام و زبان
تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

کس سی ہو سکتی ہی مداحی ممدوح خدا
کس سی ہو سکتی ہی آرایش فردوس برین

جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد
کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار نہین

شوخی عرض مطالب مین ہی گستاخ طلب
ہی تری حوصلۂ فضل پہ از بسکہ یقین

دی دعا کو مری وہ مرتبۂ حسن قبول
کہ اجابت کہی ہر حرف پہ سو بار آمین

غم شبیر سی ہو سینہ یہانتک لبریز
کہ رہین خون جگر سی مری آنکھین رنگین

طبع کو الفتِ دلدل مین یہ گرمیِ شوق / کہ جہانتک چلی اوس سے قدم اور مجھسی جبین

دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا / نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزین

صرفِ اعدا اثرِ شعلۂ و دودِ دوزخ

وقفِ احباب گل و سنبلِ فردوسِ برین

قصیدہ

ہان مہِ نو سنین ہم اوسکا نام / جسکو تو جہک کی کر رہا ہی سلام

دو دن آیا ہی تو نظر دمِ صبح / یہی انداز اور یہی اندام

بارے دو دن کہان رہا غائب / بندہ عاجز ہی گردشِ ایام

اوڑکی جاتا کہان کہ تارون کا / آسمان نی بچہا رکھا تہا دام

مرحبا ای سرورِ خاصِ خواص / حبّذا ای نشاطِ عامِ عوام

عذر مین تین دن نہ آنے کے / لیکی آیا ہی عید کا پیغام

اوسکو بہولا نچاہیے کہنا / صبح جو جای اور آئی شام

ایک مین کیا کہ سب نی جان لیا / تیرا آغاز اور تیرا انجام

رازِ دل مجہسی کیون چہپاتا ہے / مجہکو سمجہا ہی کیا کہین نمام

جانتا ہون کہ آج دنیا مین / ایک ہی ہی امیدگاہِ انام

مینی مانا کہ تو ہی حلقہ بگوش / غالب اوسکا مگر نہین ہی غلام

جانتا ہون کہ جانتا ہے تو / تب کہا ہی بطرزِ استفہام

مہر تابان کو ہو تو ہو ای ماہ / قرب ہر روزہ بر سبیلِ دوام

تجکو کیا پایہ روشناسی کا / جز بتقریبِ عیدِ ماہِ صیام

جانتا ہون کہ اوسکی فیض سی تو / پہر بنا چاہتا ہی ماہِ تمام

ماہ بن ماہتاب بن مین کون — مجھکو کیا بانٹ دیگا تو انعام
میرا اپنا جدا معاملہ ہے — اور کے لین دین سے کیا کام
ہے مجھے آرزوے بخشش خاص — اگر تجھے ہے امید رحمت عام
جو کہ بخشیگا تجھکو فرّ فروغ — کیا نہ دیگا مجھے مے گلفام
جب کہ چودہ منازل فلکی — کر چکے قطع تیری تیزی گام
تیرے پرتو سے ہون فروغ پذیر — کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
دیکھنا میرے ہاتھ مین لبریز — اپنی صورت کا ایک بلورین جام
پھر غزل کی روش پہ چل نکلا — توسن طبع چاہتا تھا لگام

غزل

زہر غم کر چکا تھا میرا کام — تجھکو کسنے کہا کہ ہو بدنام
مے ہی پھر کیون نہ مین پیے جاؤن — غم سے جب ہو گئی ہو زیست حرام
بوسہ کیسا یہی غنیمت ہے — کہ نہ سمجھین وہ لذت دشنام
کعبہ مین جا بجاینگے ناقوس — اب تو باندھا ہے دیر مین احرام
اوس قدح کا ہے دور مجھکو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام
بوسہ دینے مین اون کو ہے انکار — دل کی لینے مین جنکو تھا ابرام

چھیڑتا ہون کہ اون کو غصہ آے
کیون رکھون ورنہ غالب اپنا نام

کہہ چکا مین تو سب کچھ اب تو کہہ — اے پری چہرہ پیک تیز خرام
کون ہے جس کی در پہ ناصیہ سا — ہین مہ و مہر و زہرہ و بہرام
تو نہین جانتا تو مجھسے سن — نام شاہنشہ بلند مقام

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ | مظہر ذو الجلال و الاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف | نوبہار حدیقۂ اسلام
جسکا ہر فعل صورت اعجاز | جسکا ہر قول معنی الہام
بزم مین میزبان قیصر و جم | رزم مین اوستاد رستم و سام
ای ترا لطف زندگی افزا | ای ترا عہد فرخی فرجام
چشم بد دور خسروانہ شکوہ | لوحش اللہ عارفانہ کلام
جان نثارون مین تیری قیصر روم | جرعہ خوارون مین تیری مرشد جام
وارث ملک جانتی ہین تجھے | ایرج و تور و خسرو و بہرام
زور بازو مین مانتی ہین تجھے | گیو و گودرز و بیژن و رہام
مرحبا موشگافی ناوک | آفرین آبداری صمصام
تیر کو تیری تیر غیر ہدف | تیغ کو تیری تیغ خصم نیام
رعد کا کر رہی ہی کیا دم بند | برق کو دی رہا ہی کیا الزام
تیری فیل گران جسد کی صدا | تیری رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری مین تیرا گرز | گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام
اوسکی مضروب کی سر و تن سی | کیون نمایان ہو صورت ادغام
جب ازل مین رقم پذیر ہوئے | صفحہ ہای لیالی و ایام
اور اون اوراق مین بہ کلک قضا | مجملا مندرج ہوئی احکام
لکھدیا شاہدون کو عاشق کش | لکھدیا عاشقون کو دشمن کام
آسمان کو کہا گیا کہ کہین | گنبد تیز گرد نیلی فام
حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھین | خال کو دانہ اور زلف کو دام
آتش و آب و باد و خاک نی لیے | وضع سوز و نم و رم و آرام

مہر رخشان کا نام خسرو روز — ماہ تابان کا اسم شحنۂ شام

تیری توقیع سلطنت کو بھی — دی بدستور صورت ارقام

کاتب حکم نے بموجب حکم — اوس رقم کو دیا طراز دوام

ہی ازل سے روائی آغاز

ہو ابد تک رسائی انجام

قصیدہ

صبحدم دروازۂ خاور کھلا — مہر عالمتاب کا منظر کھلا

خسرو انجم کی آیا صرف مین — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبحکو رازمہ و اختر کھلا

ہین کواکب کچھ نظر آتی ہین کچھ — دیتے ہین دھوکا یہ بازیگر کھلا

سطح گردون پر پڑا تھا رات کو — موتیون کا ہر طرف زیور کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر — اک نگار آتشین رخ سر کھلا

تھی نظر بندی کیا جب رد سحر — بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا

لاکی ساقی نی صبوحی کی لیے — رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

بزم سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و امان کا در کھلا

تاج زرین مہر تابان سے سوا — خسرو آفاق کی موہنہ پر کھلا

شاہ روشندل بہادرشہ کہ ہی — راز ہستی اوسپہ سرتاسر کھلا

وہ کہ جس کی صورت تکوین مین — مقصد نہ چرخ و ہفت اختر کھلا

وہ کہ جس کی ناخن تاویل سے — عقدۂ احکام پیغمبر کھلا

پہلے دارا کا نکل آیا ہی نام — اوسکی سرہنگون کا جب دفتر کھلا

روشناسونکی جہان فہرست ہے | وان لکھا ہی چہرۂ قیصر کہلا
توسن شہ مین ہی وہ خوبی کہ جب | تہان سے وہ غیرت صرصر کہلا
نقشپا کی صورتین وہ دلفریب | توکہی بتخانۂ آزر کہلا
مجہپہ فیض تربیت سی شاہ کی | منصب مہر و مہ و محور کہلا
لاکہہ عقدی دل مین تہی لیکن ہر ایک | میری حد وسع سی باہر کہلا
تہا دل وابستہ قفل بے کلید | کسنی کہولا کب کہلا کیونکر کہلا
باغ معنی کی دکہاؤن گا بہار | مجہسی گر شاہ سخن گستر کہلا
ہو جہان گرم غزلخوانی نفس | لوگ جانین طبلۂ عنبر کہلا

غزل

کنج مین بیٹہا رہون یون پر کہلا | کاشکے ہوتا قفس کا در کہلا
ہم پکارین اور کہلی یون کون جاے | یار کا دروازہ پاوین گر کہلا
ہمکو ہی اس رازداری پر گہمنڈ | دوست کا ہی راز دشمن پر کہلا
واقعی دل پر بہلا لگتا تہا داغ | زخم لیکن داغ سی بہتر کہلا
ہاتہہ سی رکہدی کب ابرو نی کمان | کب کمر سی غمزہ کی خنجر کہلا
مفت کا کسکو برا ہی بدرقہ | رہروی مین پردۂ رہبر کہلا
سوز دل کا کیا کری باران اشک | آگ بہڑکی مینہ اگر دم بہر کہلا
نامہ کی ساتہہ آگیا پیغام مرگ | رہ گیا خط میری چہاتی پر کہلا

دیکہیو غالب سی گر الجہا کوئی
ہی ولی پوشیدہ اور کافر کہلا

پہر ہوا مدحت طرازی کا خیال | پہر مہ و خورشید کا دفتر کہلا

خامہ نے پائی طبیعت سے مدد
بادبان بھی اوٹھتے ہی لنگر کھلا

مدح سے ممدوح کے دیکھی شکوہ
یان عرض سے رتبۂ جوہر کھلا

مہر کانپا چرخ چکر کھا گیا
بادشہ کا رایت لشکر کھلا

بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب
اب علو پایۂ منبر کھلا

سکہ شہ کا ہوا ہے روشناس
اب عیار آبروے زر کھلا

شاہ کے آگے دہرا ہے آئینہ
اب مآل سعی اسکندر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریب طغرل و سنجر کھلا

ہو سکے کیا مدح ہان اک نام ہے
دفتر مدح جہان داور کھلا

فکر اچھی پر ستایش نا تمام
عجز اعجاز ستایش گر کھلا

جانتا ہون ہے خط لوح ازل
تم پہ اے خاقان نام آور کھلا

تم کرو صاحب قرانی جب تلک
ہے طلسم روز و شب کا در کھلا

در صفت انبہ

ہان دل دردمند زمزمہ ساز
کیون نہ کھولے در خزینۂ راز

خامہ کا صفحہ پر روان ہونا
شاخ گل کا ہے گلفشان ہونا

مجھسے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے
نکتہاے خرد فزا لکھیے

بارے آمون کا کچھ بیان ہو جاے
خامہ نخل رطب فشان ہو جاے

آم کا کون مرد میدان ہے
ثمر و شاخ گوی و چوگان ہے

تاک کے جی مین کیون رہے ارمان
آئے یہ گوی اور یہ میدان

آم کے آگے پیش جاوے خاک
پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک

نکلا جب کس طرح مقدور
بادہ ناب بنگیا انگور

یہ بھی ناچار جیکا کھونا ہے
شرم سی پانی پانی ہوتا ہے

مجھسی پوچھو تمہین خبر کیا ہے
آم کے آگے نیشکر کیا ہے

نہ گل اوس مین نہ شاخ و برگ نہ بار
جب خزان آئی تب ہوا اوسکی بہار

اور دوڑائیی قیاس کہان
جان شیرین مین یہ مٹھاس کہان

جان مین ہوتی گر یہ شیرینی
کوہکن باوجود غمگینی

جان دینی مین اوسکو یکتا جان
پر وہ یون سہل دی نسکتا جان

نظر آتا ہی یون مجھے یہ ثمر
کہ دوا خانہ ازل مین مگر

آتش گل پہ قند کا ہی قوام
شیرہ کی تار کا ہی ریشہ نام

یا یہ ہوگا کہ فرط رافت سی
باغبانون نی باغ جنت سے

انگبین کی بحکم رب الناس
بھر کے بھیجین ہین سر بمہر گلاس

یا لگا کر خضر نے شاخ نبات
مدتون تک دیا ہی آب حیات

تب ہوا ہی ثمر فشان یہ نخل
ہم کہان ورنہ اور کہان یہ نخل

تھا ترنج زر ایک خسرو پاس
رنگ کا زرد پر کہان بو باس

آم کو دیکھتا اگر اک بار
پھینکدیتا طلای دست افشار

رونق کارگاہ برگ و نوا
نازش دودمان آب و ہوا

رہرو راہ خلد کا توشہ
طوبی و سدرہ کا جگر گوشہ

صاحب شاخ و برگ و بار ہی آم
ناز پروردہ بہار ہے آم

خاص وہ آم جو نہ ارزان ہو
نو بر نخل باغ سلطان ہو

وہ کہ ہی والی ولایت عہد
عدل سے ہے اوسکے ہی ہمایت عہد

فخر دین عز شان و جاہ و جلال
زینت طینت و جمال کمال

کار فرمای دین و دولت و بخت — چہرہ آرای تاج و مسند و تخت

سایہ اوسکا ہما کا سایہ ہے — خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے

اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور — جب تلک ہی نمودِ سایہ و نور

اس خداوند بندہ پرور کو — وارثِ گنج و تخت و افسر کو

شاد و دل شاد و شادمان رکھیو
اور غالب پہ مہربان رکھیو

قطعات

اے شہنشاہِ فلک منظرِ بیمثل و نظیر — اے جہاندارِ کرم شیوۂ بی شبہ و عدیل

پانو سی تیری ملی فرقِ ارادت اورنگ — فرق سی تیری کرے کسبِ سعادت اکلیل

تیرا اندازِ سخن شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم جنبشِ بالِ جبریل

تجھسی عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم — تجھسی دنیا مین بچھا مائدۂ بذلِ خلیل

بسخن اوج دہ مرتبۂ معنی و لفظ — بکرم داغ نہ ناصیۂ قلزم و نیل

تا تری وقت مین ہو عیش و طرب کی توفیر — تا تری عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل

ماہ نی چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر — زہرہ نی ترک کیا حوت سی کرنا تحویل

تیری دانش مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش مری انجاحِ مقاصد کی کفیل

تیرا اقبالِ ترحم مری جینی کی نوید — تیرا اندازِ تغافل مری مرنی کی دلیل

بختِ ناساز نی چاہا کہ نہ دی مجکو امان — چرخِ کجباز نی چاہا کہ کری مجکو ذلیل

پیچھی ڈالی ہی سرِ رشتۂ اوقات مین گانٹھ — پہلی ٹھونکی ہی بنِ ناخنِ تدبیر مین کیل

تپشِ دل نہین بی رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہین بی ضابطۂ جرِ ثقیل

درِ معنی سی مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی — غمِ گیتی سی مرا سینہ امر کی زنبیل

فکر میری گہر اندوز اشارات کثیر
کلک میری رقم آموز عبارات قلیل
میری ابہام پہ ہوتی ہی تصدق توضیح
میری اجمال سی کرتی ہی تراوش تفصیل
نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف
جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل

قبلۂ کون و مکان خستہ نوازی ہین یہ دیر
کعبۂ امن و امان عقدہ کشائی ہین یہ دیر

ایضاً

کہی وہ دن کہ نا دانستہ غیروں کی وفاداری
کیا کرتی تہی تم تقریر ہم خاموش رہتی تہی
بس اب بگڑی پہ کیا شرمندگی جانی دو ملجاؤ
قسم لو ہمسی گر یہ بہی کہین کیون ہم نکہتی تہی

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نی ہمنشین
اک تیر میری سینہ مین مارا کہ ہای ہای
وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہی غضب
وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہای ہای
صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر
طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہای ہای

وہ میوہ ہای تازہ شیرین کہ واہ واہ
وہ بادہ ہای ناب گوارا کہ ہای ہای

در مدح دہلی

ہی جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہی اسی جس قدر اچہا کہیی
خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکہیی
ناطقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہیی
مہر مکتوب عزیزان گرامی لکہیی
حرز بازوی شگرفان خود آرا کہیی
مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکہیی
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیی

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیی | سر پستان پری زاد اسی مانا کہیے
اخگر سوختہ قیس سے نسبت دیجی | خال مشکین رخ دلکش لیلا کہیے
حجر الاسود دیوار حرم کیجی فرض | نافہ آہوی بیابان ختن کا کہیے
وضع مین اسکو اگر سمجھیی قاف سیاق | رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے
صومعی مین اسی ٹھہراییی گر مہر نماز | سکہ مین اسی خشت خم صہبا کہیے
کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیی | کیون اسی نقطۂ پرکار تمنا کہیے
کیون اسی گوہر نایاب تصور کیجی | کیون اسی مردمک دیدۂ عنقا کہیے
کیون اسی تکمۂ پیراہن لیلا لکھیے | کیون اسی نقش پی ناقۂ سلما کہیے

بندہ پرور کی کفدست کو دل کیجی فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیی

قطعہ

پوچھی اسکی حقیقت حضور والا نے | مجھی جو بھیجی ہی بیسن کی روغنی روٹی
نہ کہاتی گیہون نکلتی نہ خلد سے باہر
جو کہاتی حضرت آدم یہ بیسنی روٹی

بیان مصنف

منظور ہی گزارش احوال واقعی | اپنا بیان حسن طبیعت نہین مجھی
سو پشت سی ہی پیشۂ آبا سپہگری | کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہین مجھی
آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہی صلح کل | ہرگز کبھی کسی سی عداوت نہین مجھی
کیا کم ہی یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہون | مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہین مجھی

استادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہین مجھے

جامِ جہان نما ہے شہنشاہ کا ضمیر
سوگند اور گواہ کی حاجت نہین مجھے

مین کون اور ریختہ ہان اس سے مدعا
جز انبساطِ خاطرِ حضرت نہین مجھے

سہرا لکھا گیا زرہِ امتثالِ امر
دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہین مجھے

مقطع مین آپڑی ہے سخن گسترانہ بات
مقصود اس سے قطعِ محبت نہین مجھے

روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ
سودا نہین جنون نہین وحشت نہین مجھے

قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہین
ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہین مجھے

صادق ہون اپنے قول مین غالب خدا گواہ
کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے

مدح

نصرت الملک بہادر مجھے بتلا کہ مجھے
تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے

گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے
رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے

اور مین وہ ہون کہ گر جی مین کبھی غور کرون
غیر کیا خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے

خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سر دست
نسبت اک گونہ مرے دلکو ترے ہات سے ہے

ہاتھ مین تیرے رہے توسنِ دولت کی عنان
یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے

تو سکندر ہے مرا فخر ہے ملنا تیرا
گو شرف خضر کی بھی مجھکو ملاقات سے ہے

اسکے گذرے نہ گمان ریو و ریا کا زنہار
غالب خاک نشین اہلِ خرابات سے ہے

متفرقات

ہی چارشنبہ آخر ماہ صفر چلو
رکھدین چمن مین بھر کی مے مشکبو کی ناند
جو آئی جام بھر کی پیی اور ہو کی مست
سبزہ کو روندتا پھری پھولونکو جای پھاند
غالب یہ کیا بیان ہی بجز مدح پادشاہ
بھاتی نہین ہی اب مجھی کوئی نوشتہ خواند
بٹتی ہین سونی روپی کی چھلی حضور مین
ہی جنکی آگی سیم و زر مہر و ماہ ماند

یون سمجھیی کہ بیچ سی خالی کیی ہوی
لاکھون ہی آفتاب ہین اور بیشمار چاند

در مدح شاہ

ای شاہ جہانگیر جہان بخش جہاندار
ہی غیب سی ہر دم تجھی صدگونہ بشارت
جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سی نہ وا ہو
تو وا کری اُس عقدہ کو سو بھی باشارت
ممکن ہی کری خضر سکندر سی ترا ذکر
گر لب کو نہ دی چشمۂ حیوان سی طہارت
آصف کو سلیمان کی وزارت سی شرف تھا
ہی فخر سلیمان جو کری تیری وزارت
ہی نقش مریدی ترا فرمان الٰہی
ہی داغ غلامی ترا توقیع امارت
تو آب سی گر سلب کری طاقت سیلان
تو آگ سی گر دفع کری تاب شرارت
ڈھونڈی نہ ملی موجۂ دریا مین روانی
باقی نہ رہی آتش سوزان مین حرارت
ہی گرچہ مجھی نکتہ سرائی مین توغل
ہی گرچہ مجھی سحر طرازی مین مہارت
کیونکر نکرون مدح کو مین ختم دعا پر
قاصر ہی ستایش مین تری میری عبارت
نوروز ہی آج اور وہ دن ہی کہ ہوئی ہین
نظارگی صنعت حق اہل بصارت
تجھکو شرف مہر جہانتاب مبارک
غالب کو تری عتبۂ عالی کی زیارت

قطعہ

اوس شخص کو ضروری ہی شوربہ کہا کری
روزہ اگر نکہای تو ناچار کیا کری

منف بحضور شاہ

ای جہاندار آفتاب آثار
ہتا ہین ایک ذرہ مند سینہ فگار
ہوئی میری وہ گرمی بازار
روشناس ثوابت و سیار
ہون خود اپنی نظر مین اتنا خوار
جانتا ہون کہ آئی خاک کو عار
بادشہ کا غلام کار گذار
تہا ہمیشہ سی یہ عریضہ نگار
نسبتین ہو گئین مشخص چار
مدعای ضروری الاظہار
ذوق آرایش سر و دستار
تاندی باد زمہریر آزار
حسبم رکہتا ہون ہی اگرچہ نزار
کچہہ بنایا نہین ہی اب کی بار
بہاڑ مین جائین ایسی لیل و نہار
دہوپ کہادیی کہان تلک جاندار
وقنا ربنا عذاب النار

میری تنخواہ جو مقرر ہے / اوسکی ملنی کا ہے عجب ہنجار
رسم ہی مردہ کی چھ ماہی ایک / خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
مجھکو دیکھو تو ہون بقید حیات / اور چھ ماہی ہو سال مین دوبار
بسکہ لیتا ہون ہر مہینی قرض / اور رہتی ہی سود کی تکرار
میری تنخواہ مین تہائی کا / ہوگیا ہے شریک ساہوکار
آج مجھسا نہین زمانی مین / شاعر نغز گوی خوش گفتار
رزم کی داستان گر سنیے / ہی زبان میری تیغ جوہردار
بزم کا التزام گر کیجے / ہی قلم میری ابر گوہربار
ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد / قہر ہی گر کرو نہ مجھکو پیار
آپکا بندہ اور پھرون ننگا / آپ کا نوکر اور کھاؤن ادھار
میری تنخواہ کیجے ماہ بماہ / تا نہ ہو مجھکو زندگی دشوار
ختم کرتا ہون اب دعا پہ کلام / شاعری سی نہین مجھے سروکار

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کی ہون دن پچاس ہزار

قطعات

سیہ گلیم ہون لازم ہی میرا نام نہ لی / جہان مین جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھی / کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہی

قطعہ

سہل تھا مسہل ولی یہ سخت مشکل آپڑی / مجھ پہ کیا گذری گی اتنی روز حاضر بن ہوے
تین دن مسہل سی پہلی تین دن مسہل کی بعد / تین مسہل تین تبرید یہ سب کے دن ہوی